6

پاکستان میں بچت کی کمی کا چیلنج

پاکستان کی مجموعی ملکی بچت (جی ڈی ایس) گذشتہ دو عشروں کے دوران مسلسل گرتی رہی ہے اور یہ ہمسر ملکوں کے گروپ میں پست ترین بچتوں میں سے ہے ۔ متواتر کم اور گرتی ہوئی بچت سے پائیدار اقتصادی نمو کے امکانات ماند پڑ چکے ہیں ۔ اس باب میں تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں بچت کو متاثر کرنے والے ناسازگار میکرو اکنامک ماحول کی چند خصوصیات یہ ہیں: پست اور متغیرہ معاشی نمو ، بلند مہنگائی ، نوجوانوں پر زیادہ انحصار ، اور بڑے حجم کی بے ضابطہ معیشت ۔ اسی تجزیے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی منافع کا پست اور منفی ہونا اور مختلف مالی اداروں اور مارکیٹوں ، مثلاً بینکاری ، کیپٹل مارکیٹوں ، بیمہ اور پوسٹل مالی خدمات ، میں مالی وساطت کا نسبتاً کمزور ہونا پاکستان میں پست بچت کے چند اہم اسباب ہیں۔ علاوہ ازیں پالیسی میں متعدد نقائص ہیں جو بے ضابطہ بچت کی ترغیب دیتے ہیں اور باضابطہ بچت کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں ، چنانچہ پاکستان میں بچت کی کم سطح کے پیچھے ثقافتی روایات ، اور مالی خواندگی کی پست سطح بھی کارفرما ہے ۔

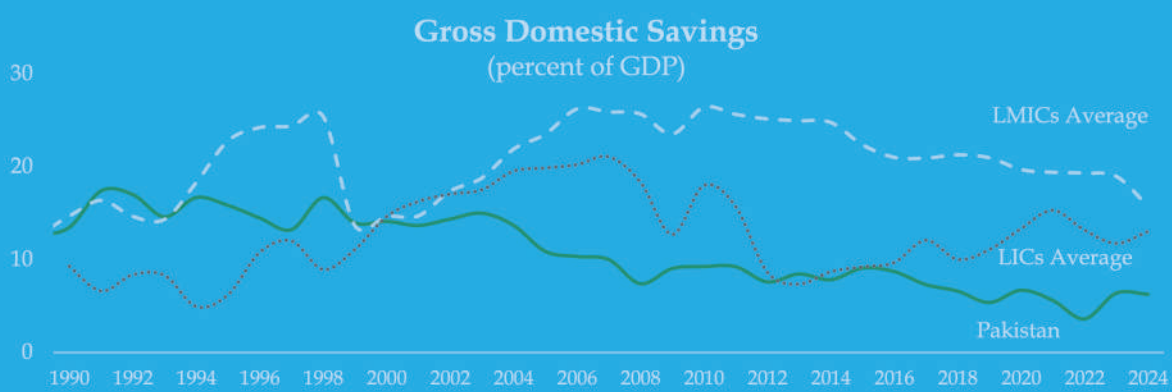

6 پاکستان میں بچت کی کمی کا چیلنج

6.1 تعارف[1]

اقتصادی ترقی کے بارے میں جتنے بھی نظریات ہیں وہ مجموعی ملکی بچت یا جی ڈی ایس کو پائیدار اقتصادی نمو کا اہم محرک قرار دیتے ہیں۔ مختلف ملکوں کے تجربے بھی صنعتی اور ترقی پذیر دونوں طرح کے ملکوں کے معاملے میں جی ڈی ایس اور جی ڈی پی کی نمو کے مابین مضبوط تعلق کو ثابت کرتے ہیں۔ ترقی پذیر ملکوں میں یہ دیکھا گیا کہ جی ڈی پی کی نمو میں اضافہ اسی وقت ہوا جب اس سے کچھ پہلے ملکی بچت کی شرح بلند ہوئی، اور نمو کو طویل عرصے تک برقرار رکھنے کے لیے بھی بچت کی وہ شرح اہم رہی (**شکل 6.1**)۔ جن ملکوں میں بچت کی شرح 20 فیصد سے زائد رہی، وہاں اقتصادی نمو طویل عرصے تک برقرار رہی، اور جی ڈی ایس میں بڑا اضافہ اقتصادی ترقی کا سبب بنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملکی بچت بڑھنے سے انفرا اسٹرکچر، ٹیکنالوجی اور انسانی سرمائے میں سرمایہ کاری بڑھتی ہے، جس سے سرمائے میں اضافہ ہوتا ہے اور جدت طرازی کو راستہ ملتا ہے جو عامل کی مجموعی پیداواریت بڑھاتی ہے (**شکل 6.2**)۔[2]

مزید برآں، بلند ملکی بچت سے بیرونی امداد اور غیر ملکی قرض گیری پر انحصار کم ہو جاتا ہے، چنانچہ بیرونی قرضہ جاتی پائیداری سے منسلک خطرات بھی کم ہونے لگتے ہیں اور نمو کے لیے مقامی وسائل میسر آتے ہیں۔ اگرچہ اس سرمایہ کاری میں ملکی اور غیر ملکی بچت کی رقوم کا مرکّب استعمال کیا جاتا ہے تاہم بیرونی بچت کی رقوم پر زیادہ انحصار کرنے کے خطرات موجود ہوتے ہیں۔[3] بیرونی نوعیت کی ان رقوم کا بہاؤ اتار چڑھاؤ کا شکار ہو سکتا ہے، عالمی مالی دورانیوں کے دوران یہ اچانک پلٹ بھی سکتے ہیں اور شرحِ مبادلہ پر دباؤ ڈال سکتے ہیں اور بیرونی دھچکوں سے زد پذیری بڑھا سکتے ہیں۔ اس کے برعکس، جی ڈی ایس بلند ہو تو ر قوم کی مستحکم اور قابلِ بھروسہ فراہمی کا ذریعہ بنتی ہے، خود پر انحصار کرنے والی ترقی کو فروغ دیتی ہے، کیونکہ یہ بیرونی دھچکوں سے زیادہ متاثر نہیں ہوتی۔[4]

شکل 1. علاقائی روبہ ترقی ں میں مجموعی ملکی بچت

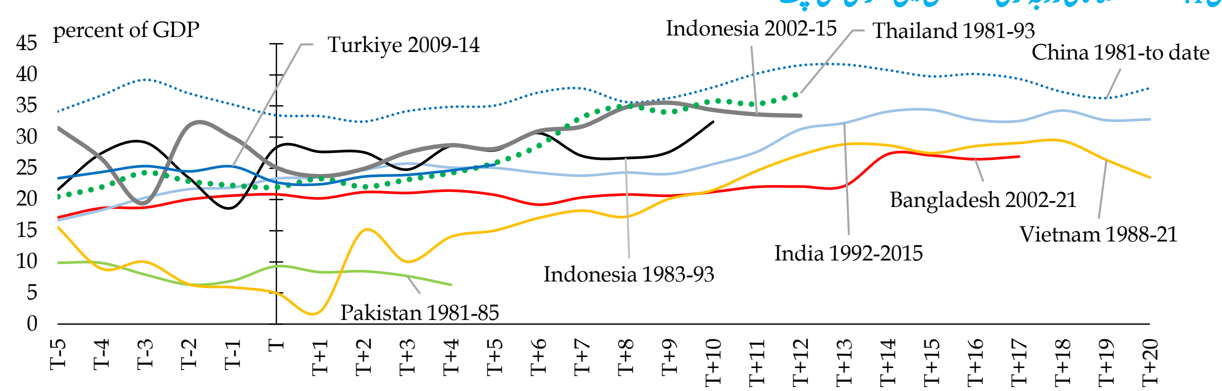

* Following IMF (2013), take-off is defined by consecutive 5 years (or more) growth of 3.5 percent (or more) in GDP per capita (constant) PPP terms. On x-axis, T points to the first year of the take-off. The data pertaining to Vietnam's GDS prior to 1995 is fragmented and has been compiled from multiple sources.

Sources: IMF, WDI, Tran-Nam and Pham (2005), Drabek (1990), WB (1983), and SBP staff calculations.

---

[1] یہ خصوصی باب سرکاری اور نجی شعبوں کے مختلف اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ بات چیت کی پر بنیاد پر تیار کیا گیا ہے جن میں سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان، پاکستان پوسٹ آفس ڈیپارٹمنٹ، اور رئیل اسٹیٹ اور کیپٹل مارکیٹ کے مختلف پروفیشنل حضرات شامل ہیں۔

[2] Levine and Renelt (1992); Solow (1956);SBP (2025a)Deaton (1999); Dabla et al. (2013); Lewis (1955); Rodrik (2000); Loayza et al. (2000);

[3] بیشتر ممالک میں جہاں سرمایہ کاری کی شرح زیادہ ہے، بیرونی بچتیں طویل مدت میں کل سرمایہ کاری کا 20 فیصد سے کم حصہ بنتی ہیں، اور زیادہ تر سرمایہ کاری مقامی وسائل سے کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عالمگیریت کے باوجود، زیادہ تر بچتیں ملکی سرمایہ کاری ہی پر لگتی ہیں۔ ماخذ: Feldstein and Horioka, (1980); Levine (2005); Rodrik (2000)

[4] Reinhart and Rogoff (2010); Feldstein and Horioka, (1980); Prasad et al.)2007(

شکل 6.2: مجموعی سرمایہ کاری اور مجموعی ملکی بچت

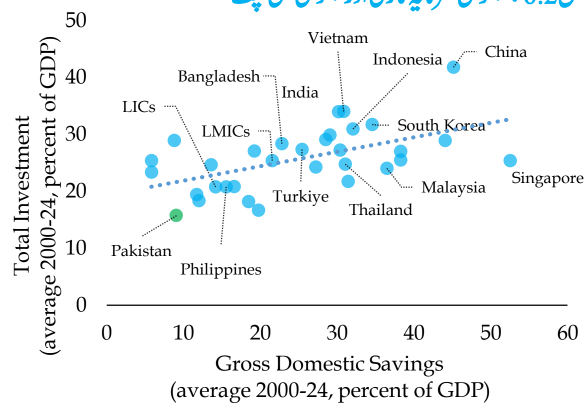

Note: based on 32 regional and other EMDEs
Sources: IMF and WB

مالی نظام کے ذریعے ملکی بچت اکٹھا کرنا غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ طریقہ وسائل کا رُخ پیداواری سرمایہ کاری کی طرف موڑنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ جب بینک، کیپٹل مارکیٹیں اور مالی ادارے بچتوں میں وساطتی کردار ادا کرتے ہیں تو وہ دراصل بچت کنندگان کو قابلِ عمل سرمایہ کاری کے مواقع پہنچارہے ہوتے ہیں۔ یہ نہ صرف اقتصادی نمو کا سبب بنتی ہے بلکہ زیادہ پختہ (sophisticated) مارکیٹوں کو بھی جنم دیتی ہے اور ایسی مارکیٹیں موثر استعمال کے لیے وسائل کو مختص کرتی ہیں۔ درحقیقت، مالی ترقی اور باضابطہ شرحِ بچت بلند رکھنے والے ملکوں کی پیداواریت کی نمو عموماً زیادہ مستحکم ہوتی ہے اور وہ میکرو اکنامک اور مالی طور پر زیادہ مستحکم ہوتے ہیں۔[5]

حالیہ برسوں میں پاکستان کی جی ڈی ایس خاصی پست رہی ہے۔ خاص طور پر گذشتہ ڈھائی عشروں کے دوران ملکی بچت کی رقم سرمایہ کاری کی ضروریات کے لیے ناکافی ثابت ہوئی ہے چنانچہ معیشت طویل مدتی نمو برقرار رکھنے کی اپنی صلاحیت کھو بیٹھی ہے، جبکہ ماضی کے مشاہدات بتاتے ہیں کہ جن ادوار میں نسبتاً تیزی سے معاشی نمو ہوئی ان ہی ادوار میں بیرونی بچتوں کی رقوم بھی زیادہ آئیں۔[6]

تجربی شواہد جی ڈی ایس پر اثرانداز ہونے والے کئی عوامل کی نشاندہی کرتے ہیں۔[7] وسیع النظری سے دیکھا جائے تو یہ عوامل معاشی، آبادیاتی، اور ادارہ جاتی ہیں۔ اہم معاشی عوامل میں آمدنی کی سطح شامل ہے۔ فی کس بلند تر آمدنی کا بچت میں اضافے سے قریبی تعلق پایا جاتا ہے۔[8] مسلسل بلند مہنگائی بھی جی ڈی ایس پر اثر ڈالنے والا ایک معاشی سبب ہے، کیونکہ بلند مہنگائی عوام کی قوتِ خرید کو ختم کر دیتی ہے اور نمو کے امکانات کو روکتی ہے چنانچہ گھریلو سطح پر بچت کے لیے گنجائش کم رہ جاتی ہے۔[9] حقیقی شرحِ سود بھی ایک اہم سبب ہے۔ حقیقی شرحِ سود بڑھنے سے عام طور پر بچت کی ترغیب ہوتی ہے کیونکہ اس سے معاوضہ ملتا ہے۔[10]

آبادیاتی عوامل میں سے نوجوانوں پر انحصار کا تناسب جی ڈی ایس پر نمایاں اثر ڈال سکتا ہے۔ مجموعی انحصار اور نوجوانوں پر انحصار دونوں کے بڑھنے سے ملکی بچت کم ہو جاتی ہے۔[11] مالی ترقی اور بے ضابطہ یا غیر دستاویزی معیشت کا حجم جی ڈی ایس پر اثرانداز ہونے والے دو عام ادارہ جاتی عوامل ہیں۔ مالی ترقی سے ایک طرف مالی بچت کے باضابطہ ذرائع مہیا ہوتے ہیں، اور دوسری طرف یہ شرحِ سود بدلنے پر جی ڈی ایس کے ردِ عمل کو بھی متاثر کرتی ہے۔ بے ضابطہ معیشت پیداواریت، معاشی ترقی،

---

[5] Levine (2005); Beck et al.)2000(

[6] Ali (2016); MoF)2015-2025(

[7] اقتصادی کتب میں جی ڈی ایس کے تعین کنندگان کے بارے میں نظریات کی بھرمار ہے اور پاکستان میں بھی اکثر اس کا سروے کیا جاتا ہے۔ اس سیکشن میں ان کی مکمل فہرست کی ضرورت نہیں ہے؛ پاکستان میں جی ڈی ایس کے بڑے پیمانے کے تعین کنندگان پر مطالعہ کے لیے **باکس 6.2** دیکھیں۔

[8] Goldsmith (1969); Loayza et al.)2000(

[9] اگرچہ جب مرکزی بینک شرح سود بڑھاتے ہیں تو مہنگائی بچت میں اضافہ کر سکتی ہے، تاہم مسلسل زیادہ مہنگائی حقیقی شرح سود کو کم کر سکتی ہے اور اقتصادی غیر یقینی کو بڑھا سکتی ہے، جس کا بچت پر منفی اثر پڑتا ہے۔ ماخذ:
Elbadawi and Mwega (2000); Masson, et al. (1998)

[10] بچتوں پر حقیقی شرح سود کا مجموعی اثر نظری طور پر غیر واضح ہے کیونکہ آمدنی اور متبادل اثرات کی مخالف قوتیں عمل کر رہی ہوتی ہیں۔ زیادہ تر مطالعات میں یہ پایا گیا ہے کہ جب شرح سود بہت کم نہ ہو تو حقیقی شرح سود اور بچت کے درمیان مثبت تعلق ہوتا ہے؛ کچھ کیس اسٹڈیز ظاہر کرتی ہیں کہ 1.5 فیصد سے زیادہ حقیقی شرح سود متبادل اثر کو متحرک کرتی ہے۔ ماخذ: Khalid (2004); Aizenman et al. (2017)

[11] ایک بین الاقوامی مطالعے سے معلوم ہوا کہ انحصار میں 7 فیصد اضافہ ملکی بچت کو جی ڈی پی کا ایک فیصد کم کر دیتا ہے، جہاں کل انحصار اور نوجوانوں پر انحصار دونوں کا ملکی بچت پر ایک جیسا اثر ہوتا ہے۔ Masson et al. (1998)

مالی شعبے کی ترقی، اور سرکاری بچت کو تباہ کرتی ہے۔ یہ معیشت میں بچت کے حقیقت سے زائد / کم تخمینے کا بھی سبب بن سکتی ہے۔[12]

ان عوامل[13] کی روشنی میں **شکل 6.3** میں پاکستان اور اُن ملکوں کی جی ڈی ایس کا موازنہ کیا گیا ہے جن کے حالات پاکستان جیسے ہیں۔ فی کس آمدنی کے لحاظ سے پاکستان پست متوسط آمدنی والا ملک (ایل ایم آئی سی) ہے، تاہم 2008ء سے اب

شکل 6.3الف: جی ڈی ایس: پاکستان اور کم آمدنی والے ممالک

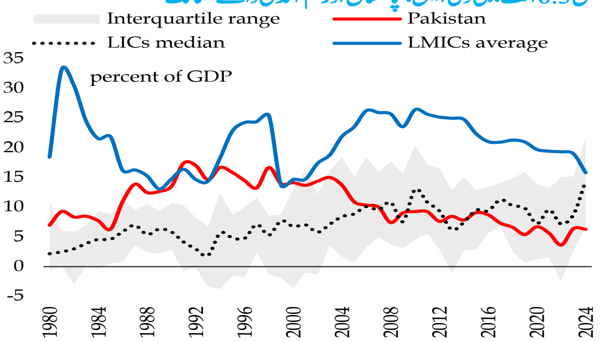

شکل 6.3ب: جی ڈی ایس: پاکستان اور زیادہ مہنگائی والے دیگر ممالک

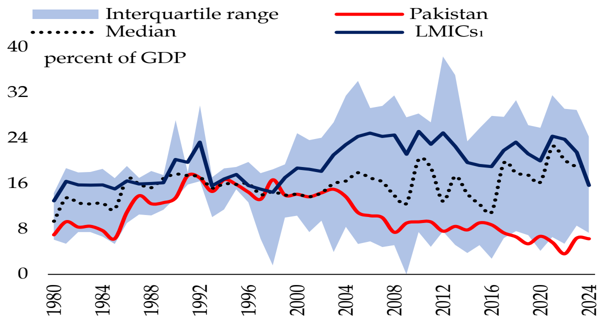

شکل 6.3ج: جی ڈی ایس: پاکستان اور نوجوانوں پر بلند انحصار کے تناسب والے دیگر ممالک

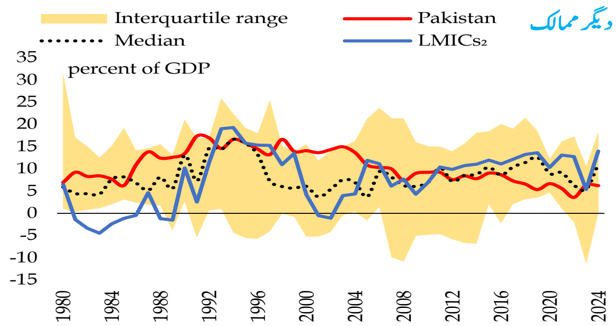

شکل 6.3د: جی ڈی ایس: پاکستان اور بڑی بے ضابطہ معیشت والے دیگر ممالک

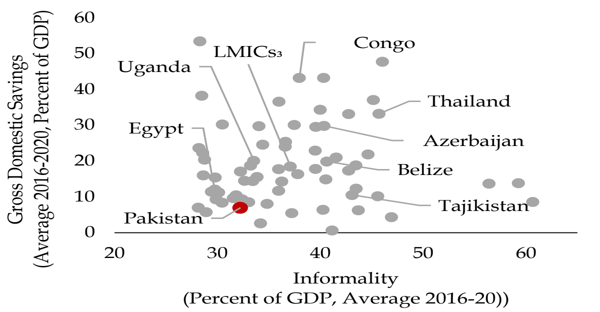

شکل 6.3ہ: جی ڈی ایس: پاکستان اور کم مالی ترقی والے دیگر ممالک

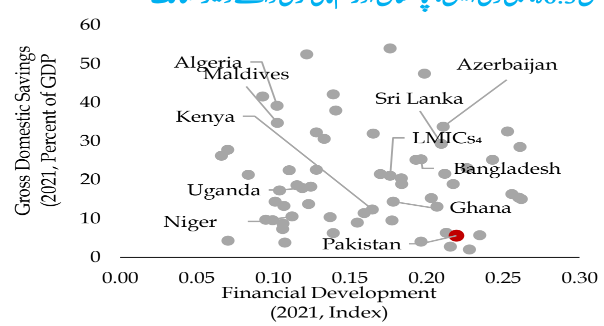

شکل 6.3و: جی ڈی ایس: پاکستان اور مشابہ معیشتیں

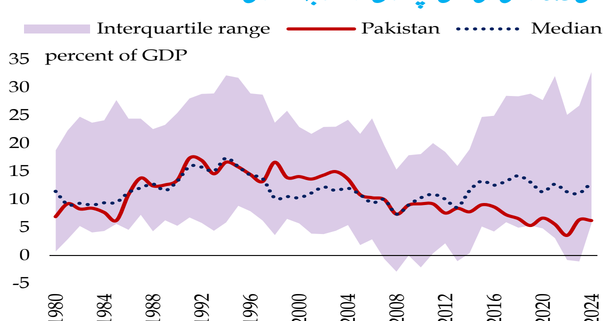

[1]For the purpose of these analyses, high inflation countries are defined as countries with average annual inflation of 8-15% during 2015-24. This range draws on Khan and Senhadji (2001), Dornbusch and Fischer (1993), and others. $LMIC_1$ refers to LMICs with high inflation
[2]$LMIC_2$ refers to LMICs with high Youth Dependency. The income groups are based on World Bank 2025 classification.
[3]Following Ohnsorge and Yu (2022), 71 economies with above median informality of 27.1% is considered high. $LMIC_3$ refers to LMICs with high Informality.
[4]Following Ohnsorge and Yu (2022), 61 countries with financial development index lower than the median of 0.26 are included in this chart. FD index value of 1 means fully developed financial markets and institutions and vice versa. $LMIC_4$ refers to LMICs with low Financial Development.
[5]This chart compares GDS in 33 LMIC, 5 UMIC and 4 LIC countries that share any 3 or 4 of the following 5 characteristics similar to Pakistan: income level, high inflation, low financial development, high youth dependency, and high informality.
Sources: IMF, WB and SBP staff calculations

---

[12] Modigliani and Brumberg (1954); Denizer and Wolf)2000(

[13] حقیقی شرح سود کے نقطۂ نظر سے جی ڈی ایس کا مختلف ملکوں کا تجزیہ درج ذیل تجزیوں میں شامل نہیں کیا گیا ہے کیونکہ حقیقی شرح سود کا تاریخی ڈیٹا محدود ہے۔ حقیقی شرح سود کے حالیہ ڈیٹا کی بنیاد پر موازنہ کے لیے **سیکشن 6.2** دیکھیں۔

تک اس کی جی ڈی ایس پست آمدنی والے گروپ کے ملکوں کے وسطانیے (median) سے بھی کم چلی آ رہی ہے (**شکل 6.3الف**)۔ اسی طرح پاکستان جی ڈی ایس کے معاملے میں بلند مہنگائی والے اُن ملکوں سے بھی خاصا پیچھے ہے جہاں گذشتہ دس سال میں اوسط مہنگائی 8 سے 15 فیصد رہی ہے (**شکل 6.3ب**)۔ جب موازنہ اُن ملکوں سے کیا جائے جہاں نوجوانوں پر انحصار کا تناسب بلند، یعنی کارگر عمر والی آبادی[14] کا تناسب 50 تا 70 فیصد ہے تو پاکستان کی گذشتہ دس سال کی اوسط جی ڈی ایس اُن ملکوں کے وسطانیے سے بھی کم نکلتی ہے (**شکل 6.3ج**)۔ جب پاکستان کی جی ڈی ایس کا موازنہ بے ضابطہ معیشت کی بلند سطح والے ملکوں (**شکل 6.3د**)، اور مالی ترقی کی کم سطح کے حامل ملکوں (**شکل 6.3ہ**) سے کیا جائے تب بھی جی ڈی ایس پست نکلتی ہے۔

شکل 6.4: ماہانہ آمدنی کے لحاظ سے بچت کا رویہ

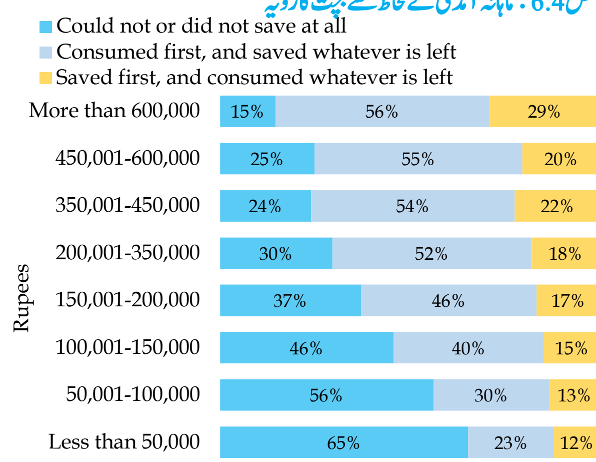

Source: SBP Pulse Survey on Savings 2025

یہ بات واضح ہے کہ جی ڈی ایس کے حوالے سے مذکورہ بالا تمام نمونوں کا جائزہ لیا جائے تو کوئی ایک سبب دریافت نہیں کیا جاسکتا جو پاکستان میں بچت مسلسل کم رہنے کی وجوہات کا احاطہ کرتا ہو۔ جب پاکستان کا موازنہ ان 42 ملکوں کے ساتھ کیا گیا جو بچت کے معاملے میں مذکورہ پانچ معیاری خصوصیات میں سے تین یا چار میں پاکستان کے ہم پلہ ہیں تو بھی پاکستان کی جی ڈی ایس ان کے وسطانیے سے خاصی کم نکلی (**شکل 6.3و**)۔ ان تمام اسباب کا بیک وقت موجود ہونا، یعنی پست متوسط آمدنی والا ملک جہاں مہنگائی بلند ہے، بے ضابطہ معیشت کی سطح بلند ہے، نوجوانوں پر انحصار زیادہ ہے، اور مالی ترقی پست سطح پر ہے، باضابطہ معیشت کے فروغ کو انتہائی دشوار بنا دیتا ہے۔

شکل 6.5: نمو کے محرکات اور ممکنہ تخمینی جی ڈی پی

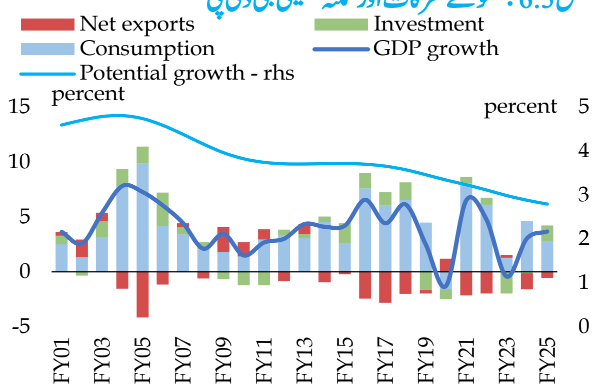

Note: Estimated using Hodrick-Prescott Filter
Sources: PBS and SBP staff calculations

ایک اور ممکنہ وجہ یہ ہے کہ بچت دراصل ایک عادت اور ثقافت کا معاملہ ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ بچت صرف آمدنی، مہنگائی، مالی ترقی، نوجوانوں پر انحصار وغیرہ پر منحصر ہو۔ اسٹیٹ بینک کے پلس سروے برائے بچت 2025ء کے نتائج میں بھی یہ امر کسی حد تک ظاہر ہوا ہے۔ یہ سروے اس خصوصی باب کی تیاری کے لیے کیا گیا تھا (تفصیلات کے لیے ضمیمہ 1 ملاحظہ کیجیے)۔ سروے کے نتائج کے مطابق بیشتر جواب دہندگان، یہاں تک کہ وہ بھی جو زیادہ آمدنی والے ہیں، "پہلے خرچ، بعد میں بچت" کے اصول پر عمل کرتے ہیں۔ یہ ذاتی مالیات کے نظریے میں تجویز کیے گئے اصول "پہلے بچت، بعد میں خرچ" سے متضاد ہے (**شکل 6.4**)۔[15,16]

---

[14] Bloom et al.)2003(

[15] Lewis and Messy (2012); MoneySense (n.d.)

[16] بچت کے کچھ عاداتی، نفسیاتی اور سماجی و ثقافتی عوامل میں انفرادی رویہ (برخلاف اجتماعی رویہ)، مستقبل کی طرف رجحان، اور غیر یقینی صورتحال سے گریز شامل ہیں۔ مثال کے طور پر، ثقافت اور عادات کے اثرات کے بارے میں اقتصادی کتب کا ذخیرہ یہ بتاتا ہے کہ مشرقی ایشیائی ثقافت میں کفایت شعاری اور طویل مدتی منصوبہ بندی پر زور دینے کی وجہ سے مشرقی ایشیائی معیشتوں میں مجموعی ملکی بچت میں اضافہ ہوتا ہے۔ منقولی شواہد بھی یہ بتاتے ہیں کہ پاکستان میں بعض لسانی گروہ دیگر لسانی گروہوں کی بہ نسبت زیادہ کفایت شعار ہیں۔ تاہم، ان عوامل پر عالمی اور پاکستان کے مخصوص اقتصادی ادب میں بہت کم تحقیق کی گئی ہے۔ اس باب میں ثقافت کے بعض پہلوؤں اور اس خیال کو اجاگر کیا گیا ہے کہ سختی سے نافذ کی جانے والی سرکاری پالیسی کے ذریعے بچت کی ثقافت رائج کی جاسکتی ہے۔ تاہم، چونکہ اس باب کا دائرہ کار نہیں ہے اس لیے، بچت کے حوالے سے تفصیلی ثقافتی پہلوؤں کا احاطہ نہیں کیا گیا۔ ماخذ: Guiso et al. (2006); Essig and Supan (2005); Anyangwe et al. (2022); Srivisal et al. (2021)

شکل 6.6 : حقیقی شرح سود اور بہ وزن اوسط ڈپازٹس کی شرح

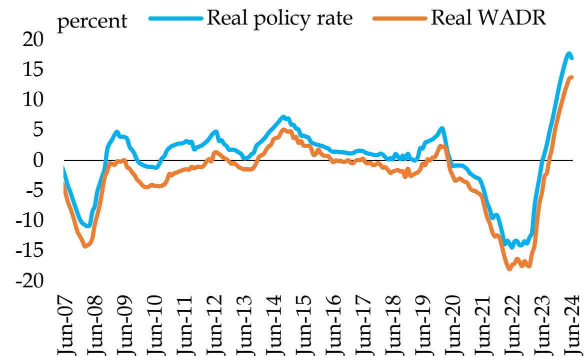

Note: Based on 12-month ahead inflation; WADR excludes zero markup and interbank
Sources: SBP, PBS and SBP staff calculations

اس باب میں آگے چل کر اقتصادی، آبادیاتی اور ادارہ جاتی عوامل کا تجزیہ کیا گیا ہے جو ملک میں بچت کم ہونے کے چیلنج پر مندرجہ ذیل باضابطہ معلومات فراہم کرتا ہے۔ اول، نجی شعبہ، خاص طور پر گھریلو شعبہ پاکستان میں جی ڈی ایس کا اہم محرک رہا ہے۔ اس کے برعکس، پاکستان کا سرکاری شعبہ بچت کی کمی کا مسلسل شکار رہا ہے، جس میں مسلسل مالی خسارے اور غیر مؤثر اخراجات کے حالات موجود ہیں جو طویل مدتی اقتصادی نمو کو محدود، اور نتیجتاً جی ڈی ایس کی نمو کے امکانات کو متاثر کرتے ہیں۔ دوم، گھریلو بچت کا تجزیہ اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ فی کس آمدنی کم ہونا اور صرف کی شرح بلند ہونا جی ڈی ایس کی نمو میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ اس کے علاوہ، بلند شرح افزائش اور نوجوانوں پر انحصار بھی جی ڈی ایس پر منفی اثر ڈالتا ہے، حالانکہ بڑے مشترکہ خاندان میاں، بیوی اور بچوں پر مشتمل چھوٹے خاندانوں کی نسبت زیادہ بچت کرتے ہیں کیونکہ ان کے پاس کفیل افراد زیادہ ہوتے ہیں۔ ان پر اور دیگر میکرو اقتصادی اور گھریلو عوامل پر **سیکشن 6.2** میں گفتگو کی گئی ہے۔

سوم، ایک بڑی بے ضابطہ معیشت اور بچت کے بے ضابطہ طریقوں کی موجودگی کے اسباب دراصل ضوابط اور پالیسیوں کی بے قاعدگیاں، رسمی بچتوں پر حقیقی منافع کم رہنا، اور مالی طور پر الگ تھلگ افراد میں بھروسے کی کمی اور مالی خواندگی کی کم شرح ہے (**سیکشن 6.3**)۔ بے ضابطہ معیشت بچتوں کی سرکاری پیمائش کے لیے بھی ایک چیلنج ہے (**باکس 6.1**)۔ آخر میں، بینکاری اور غیر بینکاری مالی شعبہ بچتوں کو رسمی دھارے میں لانے میں اب تک کامیاب نہیں ہے، اور وہ نہ ہی بچت کو مؤثر طریقے سے استعمال کر سکا ہے (**سیکشن 6.4**)۔

6.2 پاکستان میں بچتوں کا منظر نامہ

اس سیکشن میں پاکستان کی بچتوں کے منظر نامے کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چنانچہ اہم میکرو اکنامک عوامل، اور سرکاری و نجی بچت پر ان عوامل کے اثرات پر توجہ دی گئی ہے۔ سیکشن میں گھریلو اور کارپوریٹ شعبے کی بچتوں کے رجحانات اور عوامل پر بھی بحث کی گئی ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ کارپوریٹ بچت پر گھریلو بچت کو نمایاں برتری حاصل ہے۔ آخر میں، پاکستان میں گھریلو بچتوں پر اثرانداز ہونے والے عوامل پر روشنی ڈالنے کے لیے 19-2018ء کے گھرانوں کے مربوط معاشی سروے (ایچ آئی ای ایس)، جو تازہ ترین دستیاب سروے ہے، پر گفتگو کی گئی ہے۔

شکل 6.7 : مجموعی ملکی بچت اور حقیقی شرح سود (2017ء تا 2021ء کا اوسط)

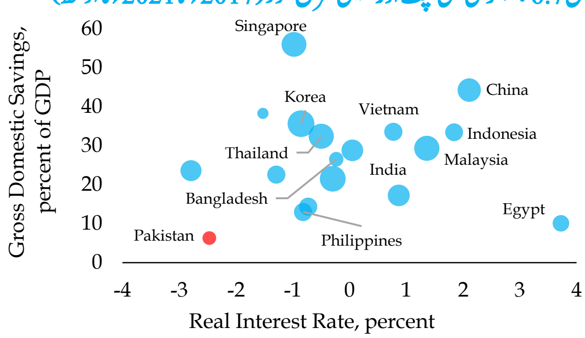

Note: The size of the bubble show Financial Development Index 2021. Real interest rates are calculated on forward looking basis (12-month ahead inflation).
Sources: WB, IMF and SBP staff calculations

اہم میکرو اکنامک عوامل

جی ڈی پی کی نمو، فی کس آمدنی، اور بچت کے درمیان تعلق کو سمجھنا پاکستان میں بچت کے منظر نامے کو سمجھنے کے لیے بہت اہم ہے۔ عام طور پر جو چیز زیادہ بچت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ جی ڈی پی کی بلند نمو اور بڑھتی ہوئی فی کس آمدنی ہے کیونکہ اقتصادی پیداوار نسبتاً زائد ہوگی تو بچت کی غرض سے زیادہ آمدنی مختص کی جاسکے گی (ساجد اور سرفراز، 2008ء؛ ونسلیٹ، 2006ء)۔ تاہم، پاکستان میں تاریخی طور پر

کم جی ڈی پی نمو نے گھریلو بچت کو محدود کر دیا ہے۔ جی ڈی پی کی ممکنہ نمو بھی گذشتہ دو عشروں کے دوران روبہ زوال ہے۔[17]

شکل 6.8 : قومی بچت کی تفصیلات

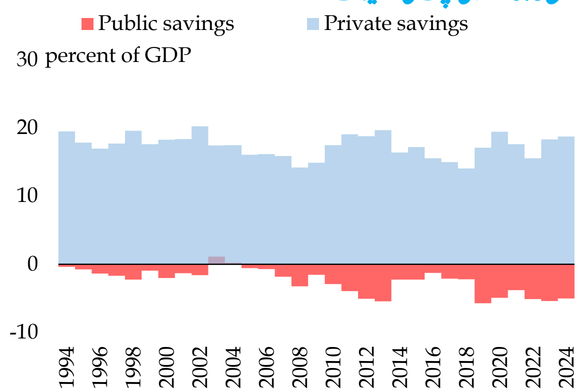

Note: Whereas private savings are the difference between gross national savings, and public savings, the latter is the sum of public GFCF and fiscal balance
Sources: WDI, IMF and SBP staff calculations

پاکستان کی معیشت بنیادی طور پر صارفیت (consumption) پر مرکوز ہے (**شکل 6.5**)، جہاں پچھلے چار عشروں میں نجی کھپت یا صَرف مستقل طور پر جی ڈی پی کا تقریباً 92 فیصد حصہ رہی ہے، چنانچہ جی ڈی پی کی ممکنہ شرح نمو میں کمی ہو رہی ہے۔[18] حالیہ عرصے میں اوسط غربت 44 فیصد ہے[19] اور گھرانے کی آمدنی کا 36 فیصد خوراک پر خرچ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بچت کی گنجائش نہایت محدود ہے۔ پاکستان میں بچت کا واجبی (marginal) رجحان بھارت (0.28) اور بنگلہ دیش (0.25) جیسے ہمسایہ ممالک کے مقابلے میں بہت کم یعنی 0.18 ہے (خالد اور دیگر، 2015ء)۔ آبادیاتی دباؤ، خاص طور پر نوجوانوں پر بلند انحصار، صارفیت کے دباؤ کو مزید بڑھاتا ہے اور اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بڑھتی ہوئی منحصر آبادی کی مدد کے لیے زیادہ سرکاری اخراجات کیے جائیں (ایس بی پی، 2022ء; بونگارٹس اور ساتھر، 2023ء)۔[20]

شکل 6.9 : سرکاری بچت

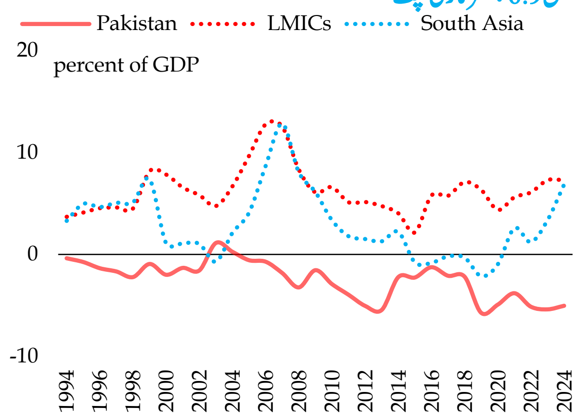

Note: Public savings is derived from the sum of public GFCF and fiscal balance as per commodity balance methodology
Sources: WDI, IMF and SBP staff calculations

پاکستان میں بچت کے لیے ایک اور بڑا چیلنج مسلسل بلند مہنگائی کے حالات ہیں جو بلند صَرف کے اثرات کو مزید بڑھا دیتے ہیں۔ الیاس (2014ء) نے ثابت کیا کہ پاکستان میں مہنگائی اور بچت کے درمیان منفی تعلق موجود ہے، جس سے یہ نظریہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہنگائی حقیقی آمدنی کو کم کرکے بچت کو کم کر دیتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں 1970ء اور 2023ء کے درمیانی عرصے کے دو تہائی عرصے تک مہنگائی اپنی حد سے زیادہ رہی ہے[21] (اسٹیٹ بینک آف پاکستان، 2024ء)۔[22] چنانچہ گھرانوں کی قوتِ خرید میں شدید کمی واقع ہوئی اور بچت کرنے کے لیے ان کے پاس آمدنی کم بچی۔ اگرچہ مرکزی بینک مہنگائی کا مقابلہ کرنے کے لیے شرحِ سود بڑھاتا ہے، تاہم یہ اقدام بچت میں اضافہ نہیں کرتا۔ 2004ء سے 2023ء تک حقیقی

17 اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کے تخمینے

18 عالمی بینک (تاریخ نامعلوم)

19 افضل اور احسن (2021) نے بنیادی ضروریات کی لاگت کا طریقہ استعمال کرتے ہوئے غربت کی لکیر کا اندازہ لگایا جسے 1998-99ء سے 2018-19ء تک صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے مطابق ڈھالا گیا ہے۔

20 Bongaarts and Sathar)2023(SBP (2025a); Khan et al. (2015);

21 مہنگائی کی حد (Threshold) وہ سطح ہے جس سے زیادہ مہنگائی ہونے پر مہنگائی اور اقتصادی ترقی کے درمیان منفی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ حد تقریباً 7 فیصد ہے، جو حکومت کے وسط مدتی ہدف 5-7 فیصد کی بالائی حد کے مطابق ہے۔ (اسٹیٹ بینک، 2024)

22 پچھلے دو عشروں میں رسدِ زر کو لگنے والے دھچکوں اور مالیاتی پالیسی موقف نے مہنگائی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح مہنگائی کی توقعات، شرحِ مبادلہ میں کمی، مخلوط سیاسی اور اقتصادی ماحول، اور موسمیاتی دھچکے بھی مہنگائی کے دیگر بڑے محرکات ہیں (حسین وغیرہ، b2025)۔

شرحِ سود زیادہ تر منفی یا معمولی سی مثبت رہی، چنانچہ سودی اثاثوں میں بچت کی ترغیب نسبتاً کم رہی (**شکل 6.6**)، کیونکہ بچت پر ملنے والا منافع مہنگائی کے نقصانات کے ازالے کے لیے ناکافی ہے (ونسلیٹ، 2006ء؛ خان اور قیوم، 2006ء)۔

شکل 6.10: نجی بچت

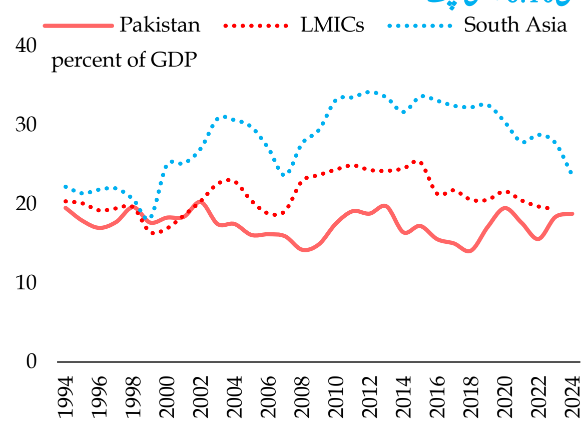

Note: Private savings are estimated as the difference between gross national savings and public savings
Sources: WDI, IMF and SBP staff calculations

بچت کی عادت ڈالنے میں پست مہنگائی اور مثبت حقیقی شرح سود اہم کردار ادا کرتی ہے، کیونکہ عموماً زیادہ منافع پیش کرکے افراد کو بچت کی ترغیب دی جاتی ہے۔ پاکستان کے معاملے میں، کئی مطالعوں — جیسے کہ اعوان وغیرہ (2010ء)؛ رضا وغیرہ (2017ء)— نے حقیقی شرح سود اور بچت کے درمیان مثبت تعلق پایا ہے۔ تاہم، پاکستان کی مالی ترقی کی کم سطح اس تعلق کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ جب مالی نظام ترقی یافتہ نہ ہو تو بچت کرنے والے شرح سود کے اشاروں پر ردعمل کم دیتے ہیں (ایٹو اور چن، 2007ء)۔ اس ساختی کمزوری اور منفی اوسط حقیقی شرح سود کے مشترکہ اثر سے جی ڈی ایس مستقل طور پر کمزور رہتی ہے (**شکل 6.7**)۔

پاکستان میں بچت کے متعین عوامل پر مطالعے کسی حد تک پرانے ہیں اور متغیرات (variables) کا محدود احاطہ کرتے ہیں۔ اس تناظر میں باکس 6.2 یہ کمی پوری کرنے کی ایک کوشش ہے، جس میں پاکستان میں بچت کے اہم متعین عوامل کی تجربی تحقیق کی گئی ہے۔ اس تجربی تحقیق کے چھے اہم نتائج درج ذیل ہیں۔ اول، جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر مجموعی قومی آمدنی اور جی ڈی ایس کے درمیان ایک مضبوط مثبت تعلق ہے، جس سے زندگی کے دورانیے کا مفروضہ (life-cycle hypothesis) درست ثابت ہوتا ہے۔ دوم، مالیاتی خسارے میں اضافہ طویل مدت میں جی ڈی ایس کو کم کرنے کا باعث بنتا ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ریکارڈین مساوات (Ricardian Equivalence) پاکستان کے معاملے میں درست ثابت نہیں ہوتی۔[23] سوم، حقیقی شرح سود بڑھنے سے طویل مدت میں جی ڈی ایس بہتر ہو جاتی ہے، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ متبادل اثر آمدنی کے اثر سے بڑھ جاتا ہے۔ چہارم، بے ضابطہ معیشت کا حجم بڑھنے سے طویل مدت میں جی ڈی ایس کم ہو جاتی ہے۔ پنجم، ثانوی تعلیم کو بہتر بنانے سے ملکی بچت مستحکم ہوتی ہے۔ آخری یہ کہ پاکستان اور دیگر معیشتوں پر سابقہ مطالعوں کے برعکس، پاکستان کی جی ڈی ایس نوجوانوں پر بلند انحصار کے ساتھ گھٹتی ہوئی نہیں پائی گئی۔ سابقہ تجربی مطالعوں کے ساتھ اس تضاد کی بنیادی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انحصار کے تناسبات اور پاکستان میں جی ڈی ایس میں ایک ساتھ کمی آئی،[24] جو تجربی تخمینوں پر ایک پیچیدہ اثر ڈالتی ہے۔

شکل 6.11: نجی بچت کی تفصیلات: گھریلو اور کارپوریٹ بچت

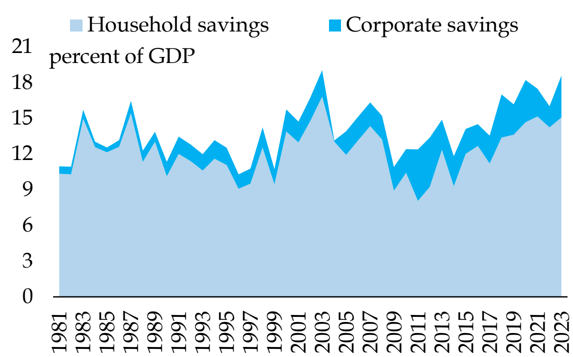

Note: Household and corporate savings are SBP staff estimates in the absence of official disaggregated savings data.

سرکاری اور نجی بچت

پاکستان میں بچت کی مختلف اقسام کے تفصیلی جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ سرکاری بچت پچھلے تین عشروں میں خاصی منفی رہی ہے (**شکل 6.8**)۔ پاکستان میں سرکاری

[23] ریکارڈین مساوات یہ بتاتی ہے کہ حکومت کی قرض گیری گھریلو بچت میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ گھرانے مستقبل میں زیادہ ٹیکس کی توقع کرتے ہیں اور نتیجتاً وہ احتیاطی اقدامات کے طور پر بچت بڑھاتے ہیں۔

[24] پاکستان کی نوجوانوں پر انحصار کی شرح، جو 2024ء میں 62 فیصد رہی، بلوم وغیرہ (2003) کے مطابق 'بلند' ہے؛ تاہم، یہ شرح 2000ء سے کم ہو رہی ہے، اس سے قبل پچھلی دو دہائیوں میں اس کی اوسط 83 فیصد تھی۔

شکل 6.12 : آمدنی، خطہ اور عمر کے لحاظ سے بچت کا تناسب

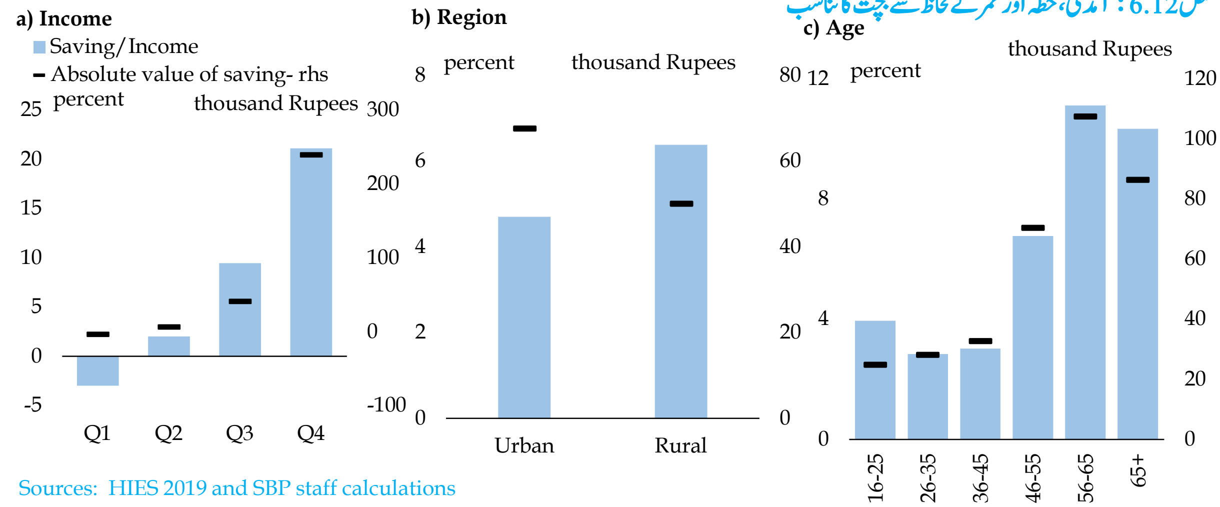

Sources: HIES 2019 and SBP staff calculations

بے بچتی (dissaving) (یعنی منفی سرکاری بچت) اس کی ہم پلہ معیشتوں کی نسبت زیادہ اور متنوع ہے (**شکل 6.9**)۔ اس کی بنیادی وجہ مستقل مالیاتی خسارہ ہے جو پچھلے دو عشروں میں ماضی قریب تک بڑھتا رہا ہے۔ اس خسارے نے سرکاری اور نجی سرمایہ کاری پر بھی اثر ڈالا ہے، اور اس کے نتیجے میں طویل مدتی اقتصادی نمو پر بھی۔[25] ملکی بچت کے حوالے سے دو منسلک مسائل کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔

اول، بڑی سرکاری قرض گیری اور ناقص ٹیکس پالیسیاں گھرانوں اور کارپوریٹ اداروں کی بچت میں رکاوٹ ڈالتی ہیں۔ ریکارڈین مساوات کے برخلاف، پاکستانی گھرانے سرکاری خسارے کے جواب میں زیادہ بچت نہیں کرتے۔ اس کے بجائے، مطالعوں سے پتہ چلتا ہے کہ سرکاری خسارہ پاکستان میں نجی بچت کو متاثر کر دیتا ہے (وقاص اور اعوان، 2012ء؛ سعید اور خان، 2012ء؛ کاظمی، 2001ء)۔ ہوتا یہ ہے کہ ٹیکس کا متوقع بھاری بوجھ قابلِ استعمال آمدنی کو ختم کر کے، اور بینک کے ذخائر کو استعمال کر کے، قرضے کے قابل رقوم کو گھرانوں اور فرموں کی پہنچ سے دور کر دیتا ہے۔ دستیاب قرضے میں یہ کمی قرضے کے ذریعے آمدنی کے امکانات گھٹا دیتی ہے چنانچہ بچت کے امکانات کو متاثر کرتی ہے۔[26]

دوم، بچت کی رقوم کو سرمایہ کاری کے طریقوں تک مؤثر انداز میں پہنچانا بچت کی طویل مدتی نمو کے لیے نہایت اہم ہے۔ مالی ترقی، اقتصادی نمو اور بچت، ان تینوں کے باہمی تعلق پر دستیاب اقتصادی کتب تجویز کرتی ہیں کہ (الف) باقاعدہ مالی بچتیں معاشی نمو کے لیے اہم ہیں جو ساتھ ساتھ جی ڈی ایس کی نمو کو بھی تیز کرتی ہیں؛[27] اور (ب) نفع بخش سرمایہ کاری میں مالی بچتوں کا مؤثر اختصاص ہونا بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا اس کا حجم ہے۔[28] چنانچہ، یہ حقیقت کہ مالی بچتوں کا ایک بڑا حصہ سرکاری بانڈز اور بچت کے دیگر آلات کے ذریعے سرکاری خزانے کی طرف موڑ دیا گیا ہے (**جدول 6.1**)، تشویش ناک ہے۔

اس تشویش کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کے سرکاری اخراجات کی ناکارکردگی ہی ملک کی طویل مدتی اقتصادی نمو کے فروغ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔[29] درحقیقت ان میں

---

[25] عالمی بینک (2023)

[2626] Waqas and Awan (2012); Saeed and Khan (2012); Kazmi (2001); Barro)1974(

[27] اس رائے نے بھی **سیکشن 6.3** میں بے ضابطہ بچتوں پر ہونے والی بحث کی ضرورت اجاگر کی ہے۔

[28] Gregorio and Guidottim (1995); Estrada et al. (2010); Honohan)1999(

[29] ولی اللہ اور احمد (2025)۔ اے جی پی (2025) نے بجٹ کے انتظام میں بار بار آنے والی خامیوں کی نشاندہی کی ہے، جس میں اہم خریداریوں سے متعلق بے ضابطگیاں اور غیر خرچ شدہ مختص رقوم شامل ہیں۔ سرکاری مالیا انتظام کمزور ہونے سے رقوم پیداواری سرمایہ کاری سے کسی اور طرف چلی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ترقیاتی منصوبے رک جاتے ہیں اور، بجٹ سازی کے ایک لگے بندھے، غیر مؤثر انداز کو چلایا جاتا ہے جو سرکاری بچتوں میں رکاوٹ بنتا ہے۔

جدول 6.1: سرکاری وثیقہ جات میں مالی بچتیں

مالی بچتوں کے مختلف طریقے	تفصیل
قومی بچت کی اسکیمیں[الف]	قومی بچت کے مختلف طریقوں میں گھریلو سرمایہ کاری کی رقم مارچ 2025ء تک 3.3 ٹریلین روپے ہے۔ یہ رقم ملکی قرضے کے 5.5 فیصد، اور مارچ 2025ء تک بینکوں کے سیونگ ڈپازٹس کے 21 فیصد کے مساوی ہے۔
میوچل فنڈز[ب]	م س 20ء اور م س 25ء کے درمیان سرکاری تمسکات میں میوچل فنڈز کی صنعت کے اثاثوں کا اختصاص مجموعی اثاثوں کا اوسطاً 34 فیصد ہے (ماسوائے نقد)، جبکہ م س 25ء میں سرکاری تمسکات کا حصہ 53.3 فیصد ہے۔
بینک ڈپازٹس[ج]	دسمبر 2015ء سے مارچ 2025ء تک کے دوران اوسط ریاستی اکتشاف بینکوں کے ڈپازٹس کے 85 فیصد سے آگے بڑھ چکا ہے۔
بیمہ[د]	غیر حیاتی بیمہ کمپنیوں نے، جو اس صنعت کا سب سے بڑا زمرہ ہیں، گذشتہ پانچ سال کے دوران اپنے اوسطاً 80 فیصد اثاثہ جات سرکاری تمسکات میں لگائے، جبکہ حیاتی بیمہ کمپنیوں نے اپنا اوسط اکتشاف تقریباً 20 فیصد برقرار رکھا ہوا ہے۔
ایمپلائیز اولڈ ایج بینیفٹس انسٹی ٹیوشن[ہ]	ای او بی آئی کی سرمایہ کاری کے اختصاص کے تازہ ترین اعداد و شمار دستیاب نہیں تاہم م س 99ء سے م س 06ء، اور م س 16ء کی متعدد رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان مدتوں کے دوران سرکاری تمسکات میں ای او بی آئی کا اکتشاف اس کی مجموعی سرمایہ کاری کے 68 سے 92 فیصد کے درمیان تھا۔

نوٹ: اعداد و شمار کے محدود ہونے کے باعث اس جدول میں مختلف دورانیے استعمال کیے گئے ہیں۔ اس صنعت کے ماہرین کے ساتھ گفتگو سے یہ نتیجہ بخوبی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اگرچہ شرحِ سود کے بدلتے ہوئے مختلف ادوار کی بنیاد پر متعدد برسوں کے دوران اعداد و شمار بدل سکتے ہیں، تاہم بحیثیتِ مجموعی صورتِ حال کا بیانیہ برقرار ہے۔

ماخذ: [الف] وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک، [ب] میوچل فنڈز ڈیٹا، [ج] اسٹیٹ بینک کے شماریاتی بلیٹن (دسمبر 2015ء سے مارچ 2025ء تک)، [د] اسٹیٹ بینک 2020ء تا 2024ء، [ہ] اسٹیٹ بینک 2003 اور ایف او پی، 2016ء

سے بیشتر اخراجات، جیسے سودی ادائیگیاں، تنخواہیں، پنشن، اور حکومت چلانے کے اخراجات، متواتر مالیاتی خسارے میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ دوسری طرف طویل مدتی اقتصادی نمو اور پیداواریت کے محرکات، جیسے تعلیم، تحقیق و ترقی، اور ادارہ جاتی ترقی پر سرکاری اخراجات ناکافی رہتے ہیں۔[30]

شکل 6.13: فی کس جی ڈی پی- مستقل 2015 امریکی ڈالر

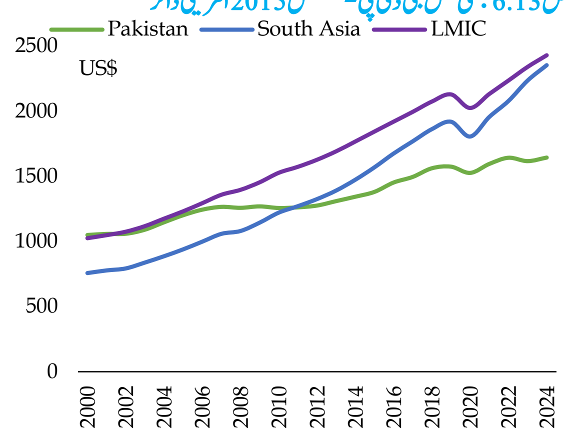

Source: WB

چنانچہ اس کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں غیر موثر سرکاری اخراجات نہ صرف سرکاری بچتوں کو گھٹا رہے ہیں بلکہ کارپوریٹ اور گھرانوں پر مشتمل نجی شعبے کی بچت کرنے کی استعداد پر بھی اثرات ڈال رہے ہیں، جس کی وجہ سے ملک کی مجموعی بچت پست رہنے کا سلسلہ جاری ہے۔ نجی بچتوں پر منفی اثرات ڈالنے والا ایک اور عامل ٹیکس کا نظام ہے جو پیچیدہ بھی ہے اور تغیرات سے بھرپور بھی۔ چنانچہ یہ ٹیکس نظام بے ضابطہ معیشت اور بے ضابطہ بچت دونوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے (**سیکشن 6.3**)۔ اس کے علاوہ گھریلو بچتیں کئی سماجی و معاشی عوامل سے متاثر ہوتی ہیں، بشمول ناقص ٹیکس پالیسیوں سے جو کارپوریٹ شعبے کی بچتوں کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ کارپوریٹ بچتیں مربوط انتظامی طریقوں کی کمی کا بھی شکار ہوتی ہیں جس سے ان کی آمدنی کی نمو محدود ہو جاتی ہے (ایس بی پی، 2025ء، بلگرامی اور نشا، 1990ء)۔

پچھلے دو عشروں کے دوران پاکستان میں نجی بچتیں کسی حد تک جامد رہی ہیں، اور اگر اسی عرصے میں یکساں آمدنی والے اور علاقائی ہمسر ملکوں کی اوسط سے موازنہ کیا جائے تو یہ نمایاں طور پر کم ہوئی ہیں (**شکل 6.10**)۔ نجی بچتوں کی شعبہ وار تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ نجی شعبے کی بچتوں کا بیشتر حصہ گھریلو بچتوں پر مشتمل ہے، جبکہ کارپوریٹ بچتیں واجبی ہیں (**شکل 6.11**)۔ پاکستان میں کارپوریٹ بچتوں کا تناسب کم و بیش وہی ہے جو سست نمو والے متعدد ترقی پذیر ملکوں کا ہے۔ تاہم اگر

[30] اسٹیٹ بینک (2025اے)

پاکستان کی بچتوں کا موازنہ مشرقی ایشیا کی تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں بالخصوص چین اور جنوبی کوریا سے کیا جائے تو وہ بہت کم ہے (آتھوکورالا، 2025ء، ونسلیٹ، 2006ء)۔

شکل 6.14 : آمدنی کے کوارٹائل اور گھرانے کے حجم کے لحاظ سے بچت کا تناسب

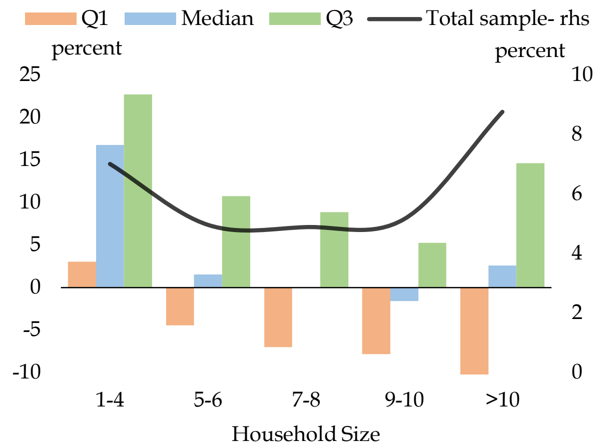

*Simple average of saving ratios

Sources: HIES 2019 and SBP staff calculations

گھریلو بچتیں

پاکستان میں نجی شعبے کی بچتوں میں گھریلو بچتوں کے مرکزی کردار کو دیکھتے ہوئے اس ذیلی سیکشن میں گھریلو بچت کے رویّے کا تجزیہ کرنے کی غرض سے 2018-19ء کے گھرانوں کے مربوط معاشی سروے کو (Household Integrated Economic Survey (HIES) 2018-19) پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔[31] تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو بچتوں کا مثبت تعلق آمدنی اور تعلیم کی سطح سے ہے، یعنی آمدنی اور تعلیم جتنی زیادہ ہے، بچت بھی اتنی زیادہ ہے۔ اسی طرح انحصار کی شرح سے گھریلو بچتوں کا منفی تعلق پایا گیا۔ ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ گھریلو بچتوں کے اِن محرکات (یعنی آمدنی اور تعلیم) کی سست رفتار نوعیت کے پیشِ نظر، پاکستان کو اپنی جی ڈی ایس بڑھانے کے لیے شعوری اور پائیدار پالیسی اقدامات کرنے ہوں گے۔

گھرانوں کے مربوط معاشی سروے 2018-19ء کا تجزیہ ثابت کرتا ہے کہ آمدنی بچتوں کی نمو کا ایک بڑا محرک ہے (**شکل 6.12 الف**)۔ آمدنی کے لحاظ سے چوتھے کوارٹائل میں آنے والے گھرانے آمدنی کے کسی اور گروپ کے مقابلے میں خاصی زیادہ بچت کرتے ہیں، اور تیسرے کوارٹائل سے ان کا فرق 12 فیصدی درجے ہے۔ یہ بات سابقہ تحقیق (خالد، 2023ء) سے ہم آہنگ ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں گھریلو آمدنی ہی گھریلو بچتوں کا اہم تعین کنندہ ہے۔ ملک کی فی کس جی ڈی پی گذشتہ دو عشروں سے ہم پلہ ملکوں سے پیچھے رہی ہے (**شکل 6.13**)، جبکہ حالیہ برسوں میں معاضوں میں اضافہ مہنگائی کا ساتھ نہیں دے سکا ہے۔[32] اس صورتِ حال کو جب تک یکسر پلٹا نہ جائے، گھریلو بچتوں کے امکانات معدوم ہی رہیں گے۔

شکل 6.15 : آمدنی کے کوارٹائلز میں بچوں کی تعداد کے لحاظ سے بے بچتی کا نقطۂ آغاز

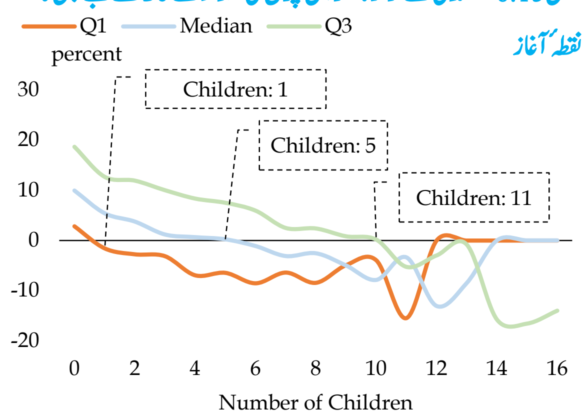

Sources: HIES 2019 and SBP staff calculations

فیصدی آمدنی کے لحاظ سے دیہی گھرانے شہری گھرانوں سے زیادہ بچت کرنے میں کامیاب رہتے ہیں (**شکل 6.12 ب**)، جس کی وجہ یہ ہے کہ دیہی علاقوں کے اخراجات کم ہوتے ہیں۔[33] تاہم مطلق معنوں میں، دیہی گھرانوں کے مقابلے میں شہری گھرانے اوسطاً زیادہ رقم بچا لیتے ہیں، جس کی وجہ ان کی آمدنی زائد ہونا ہے۔

[31] گھرانوں کے مربوط معاشی سروے 2018-19ء کی ساخت کے پیشِ نظر، گھریلو بچت کا تجزیہ گھرانے کے سربراہ کی سطح پر کیا گیا ہے۔

[32] اسٹیٹ بینک (2025ا ے)

[33] خان اور دیگر (2016)

شکل 6.16الف: گھرانے کے سربراہ کی تعلیم کے لحاظ سے بچت کا تناسب

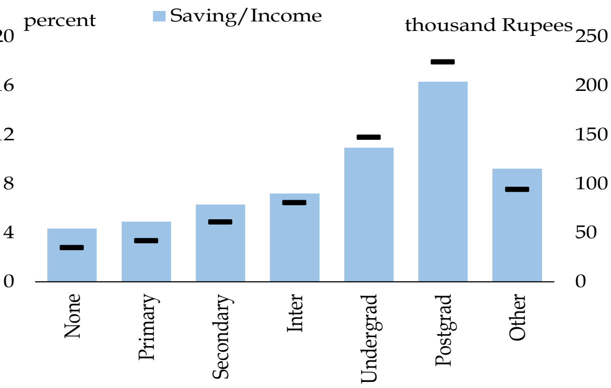

شکل 6.16ب: گھرانے کے حجم اور سربراہ کی تعلیم کے لحاظ سے بچت کا تناسب

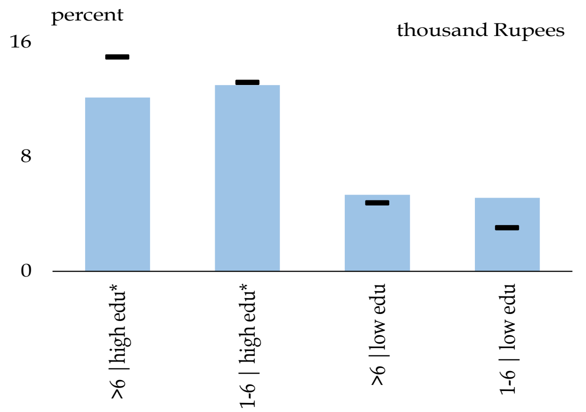

*Respondents with university degrees
Sources: HIES 2019 and SBP staff calculations

بچت اور عمر کے درمیان اس پختہ نظریے کے مطابق تعلق پایا جاتا ہے کہ درمیانی اور کارگر عمر والی آبادی زیادہ رقم بچانے کے قابل ہوتی ہے۔[34] نوجوان آبادی کی آمدنی چونکہ کم ہوتی ہے اور ان کا رجحان صَرف کی طرف زیادہ ہوتا ہے اس لیے یہ طبقہ قابلِ ذکر رقم بچا نہیں پاتا۔ اس تناظر میں پاکستان کی آبادی کی عمر کے موجودہ ڈھانچے اور مجموعی شرحِ افزائش میں کمی کی سست رفتار کے پیشِ نظر گھریلو بچت کی صورتِ حال کو خوش گوار نہیں کہا جا سکتا۔ ملک کی کارگر عمر والی آبادی کا 79 فیصد اِس وقت 16 سے 45 سال کی عمر میں ہے، یعنی وہ عمر جس میں سب سے کم بچت کی جاتی ہے (**شکل 6.12ج**)، اور اس صدی کے خاتمے تک بھی یہ تناسب 60 فیصد سے زائد رہنے کی پیش گوئی ہے۔[35] چنانچہ گھریلو بچت بڑھانے کے لیے مجموعی شرحِ افزائش کم کرنے کے فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔

آبادی میں اضافے کی بلند شرح اور انحصار کو کم کرنے کے لیے پالیسی اقدامات کی ضرورت اس لیے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ گھرانوں کے مختلف حجم اور بچت کی شرحوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ واضح ثبوت موجود ہیں کہ ماں باپ اور بچوں پر مشتمل بنیادی خاندان (nuclear family) کا حجم بڑھنے کے ساتھ بچت کی شرحوں میں کمی آتی ہے (**شکل 6.14**)، البتہ 10 سے زائد افراد والے خاندان زیادہ بچت کرتے ہیں کیونکہ مشترکہ خاندانی نظام میں برسرِ روزگار افراد کی تعداد عام طور پر بنیادی خاندان سے زیادہ ہوتی ہے۔[36] اوسط آمدنی والے گھرانوں میں 5 بچوں کی حد سے گزرنے کے بعد گھرانے عموماً بچت نہیں کر پاتے۔ کم آمدنی والے گھرانوں میں ایک بچہ بھی پیدا کرنا گھرانے کو بے بچت (dis-saver) بنا سکتا ہے (**شکل 6.15**)۔ اس کے علاوہ یہ حقیقت کہ پاکستان میں نوجوانوں پر انحصار کی شرح 2048ء تک 50 فیصد سے کم ہونے کا امکان نہیں ہے،[37] اس اہمیت کو بھی واضح کرتی ہے کہ بچت بڑھانے کے لیے اصلاحاتی حکمت عملی کے سلسلے میں آبادی بڑھنے کی رفتار جلد از جلد کم کرنے کی ضرورت ہے۔ آخر میں، بچت پر تعلیم کا اثر گھرانوں کے جائزے میں بھی واضح ہے۔ جہاں گھریلو سربراہ کے پاس پوسٹ گریجویٹ ڈگری ہے، وہاں بچت کا سب سے زیادہ تناسب ہے۔ یہ تناسب انڈر گریجویٹ ڈگری یافتہ سربراہ والے گھرانے میں 5 فیصدی درجے کم ہے (**شکل 6.16الف**)۔

اسی طرح، انڈر گریجویٹ ڈگری یافتہ گھریلو سربراہ کا بچت کا تناسب ہے انٹر میڈیٹ تعلیم یافتہ گھریلو سربراہ سے 4 فیصد زیادہ ہے۔ اس طرح بچت کی رقم انسانی سرمائے میں سرمایہ کاری پر لگانے کے فائدے واضح طور پر بڑھتے جاتے ہیں۔ جب گھرانے کے حجم کو مدنظر رکھا جائے تب بھی یہ تعلق ثابت ہوتا ہے۔ گھرانے کا حجم کم ہو یا

[34] اسٹیٹ بینک (2024)

[35] اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینوں کی بنیاد اقوامِ متحدہ کے پاپولیشن ڈویژن کی درمیانی شرح افزائش کی پیش گوئیاں برائے 2024ء تا 2100ء ہیں۔

[36] خان اور دیگر (2016)

[37] اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینوں کی بنیاد اقوامِ متحدہ کے پاپولیشن ڈویژن کی درمیانی شرح افزائش کی پیش گوئیاں برائے 2024ء تا 2100ء ہیں۔

شکل 6.17الف: مالی اثاثوں کا حقیقی منافع

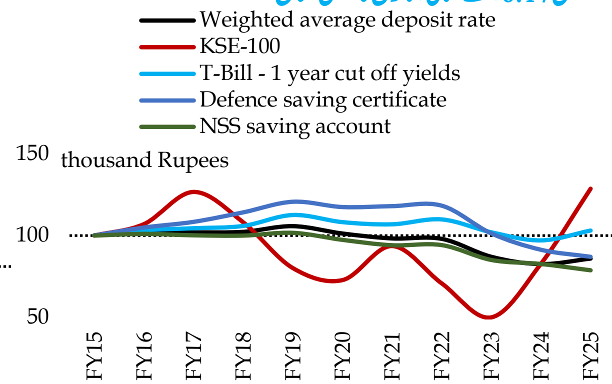

شکل 6.17ب: نقد اور غیر مالی اثاثوں کا حقیقی منافع

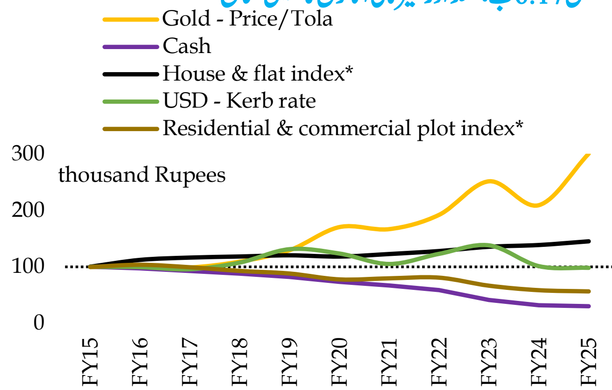

Note: Real (pre-tax) returns assuming initial saving of Rs 100,000 with returns (where applicable) reinvested every year.
*Zameen Index for Karachi, Lahore and Islamabad; 4.5% rental yield assumed for houses & flats.
Sources: Haver Analytics, PBS, SBP, MoF, Zameen.com and SBP staff calculations

زیادہ، دونوں صورتوں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ گھریلو سربراہوں نے نسبتاً کم تعلیم والے گھریلو سربراہوں کے مقابلے میں زیادہ بچت کی (**شکل 6.16بی**)۔ اس سے تعلیم پر سرمایہ کاری کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔ تعلیم کی موجودہ سطح بچتوں کے لیے سازگار نہیں ہے، کیونکہ پاکستان کی پرائمری، سیکنڈری اور اعلیٰ تعلیم کی شرح ہم پلہ ملکوں کے بجائے کم آمدن ملکوں کی شرح کے قریب ہے۔[38]

6.3 بے ضابطہ بچتیں[39]

عام خیال یہی ہے کہ پاکستان میں بے ضابطہ بچتوں کا حجم خاصا بڑا ہے۔ اگرچہ بے ضابطہ بچتوں کے درست تخمینے موجود نہیں ہیں، لیکن مختلف سروے، تخمینوں اور منقولی شواہد سے اس حجم کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔[40] اسٹیٹ بینک کے اسٹاف کا تخمینہ یہ ہے کہ اس جائزے کے لیے استعمال کیے گئے مختلف طریقہ کار کے پیشِ نظر بے ضابطہ بچت باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کے 3 سے 11 فیصد، اور تخمینہ شدہ حقیقی جی ڈی پی کے 2 سے 7 فیصد کے درمیان ہو سکتی ہے، بشمول تخمینہ شدہ بے ضابطہ جی ڈی پی کے (**باکس 6.3**)۔ یہ مشاہدہ ماضی کے سرویز سے مطابقت رکھتا ہے جن میں بتایا گیا تھا کہ لوگ بے ضابطہ بچت کو خاصی ترجیح دیتے ہیں۔[41]

بے ضابطہ بچتیں کسی بھی معیشت کے لیے کئی طرح سے نقصان دہ ہیں۔ سب سے پہلے، غیر دستاویزی بچت ٹیکس محصول کی ممکنہ وصولی کو کم کرتی ہے، چنانچہ سرکاری آمدنی کم ہوتی ہے۔ دوسرے، بے ضابطہ بچت بینکاری نظام کو قرضے کے قابل رقوم سے محروم کر دیتی ہے، جس سے قرض دینے کے نظام اور سرمایہ کاری میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ تیسرے، یہ بچت اکثر غیر پیداواری اثاثوں کی طرف چلی جاتی ہے، جس سے قیاس آرائی پر مبنی احساسات (speculative bubbles) پیدا ہوتے ہیں۔ چوتھے، یہ بچت شرحِ سود سے غیر حساسیت کو تقویت دے کر زری پالیسی کی اثر انگیزی کو کمزور کرتی ہے۔ پانچویں، بے ضابطہ بچت کی رقم سے (اگر نقد صورت میں رکھی جائے تو) حقیقی منافع کم ہوتا ہے جو گھرانوں پر براہ راست اثر ڈال سکتا ہے۔ آخری یہ کہ، ضوابط کی کمی اور دھوکہ دہی اور چوری کمزور طبقوں کے لیے زیادہ

[38] اسٹیٹ بینک (2025اے)

[39] بے ضابطہ بچت کی درست تعریف کرنا مشکل ہے، لہٰذا اس سیکشن کے مقاصد کے تحت بے ضابطہ بچت سے مراد وہ بچت ہے جو غیر دستاویزی یا بڑی حد تک نیم دستاویزی بچت کے طریقوں میں کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، قادر (2005) اور افغان (2023) نے ثابت کیا کہ غیر دستاویزی بچت میں نقدی اور بڑی حد تک نیم دستاویزی بچت جیسے کہ ریئل اسٹیٹ اور سونے میں کی گئی بچت شامل ہے۔

[40] بے ضابطہ معیشت اور بچت کا اندازہ لگانا مشکل ہے کیونکہ ڈیٹا کم دستیاب ہے اور بے ضابطہ معیشت دستاویزی نہیں ہوتی جو اس اندازے کو پیچیدہ بناتا ہے۔

[41] اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے 'پاکستان میں گھریلو بچت کے رویے کا سروے 2021ء' میں معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ استعمال ہونے والے بچت کے طریقے 'گھر پر یا خاندان کے افراد کے ساتھ بچت' (55 فیصد) اور 'بے ضابطہ بچت کے بندوبست میں شرکت، یعنی کمیٹی' (37 فیصد) تھے، جبکہ صرف 18 فیصد بچت کنندگان نے مالی ادارہ یا موبائل والٹ کے ذریعے بچت کرنے کا بتایا۔ اسی طرح، اسٹیٹ بینک کے 'مالیات کی سہولت تک رسائی کے سروے 2015ء' سے پتہ چلا کہ صرف 12 فیصد آبادی نے باضابطہ بچت اور سرمایہ کاری کے ذرائع استعمال کیے، جبکہ 58 فیصد نے گھر پر بچت کرنے کا بتایا۔

خطرات پیدا کرتا ہے۔[42] بچت کے مقامی طریقوں میں کسی گروپ کو دھچکے لگنے کا امکان اس خطرے کو مزید بڑھا سکتا ہے۔[43]

شکل 6.18 : زری سختی کا دورانیہ زیرِ گردش کرنسی بلحاظ ڈپازٹ کا تناسب

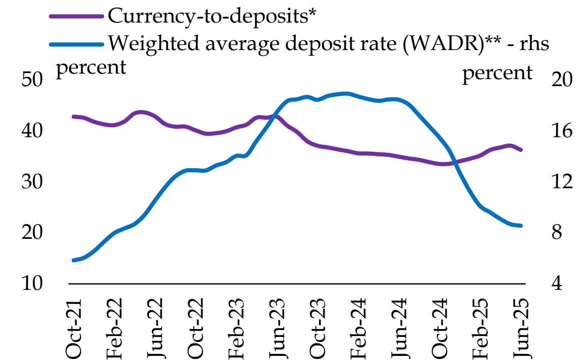

*3-month moving average; **WADR on fresh deposits excluding zero mark-up and inter-FI deposits
Source: SBP

پاکستان میں بے ضابطہ بچت کے بظاہر فروغ کی بہت سی وجوہات معاشی لٹریچر میں بتائی گئی ہیں۔ ملک میں بے ضابطہ بچت کے مسئلے کو پیچیدہ بنانے والا ایک سبب اس کی بڑے حجم کی بے ضابطہ معیشت ہے۔[44] جیسا کہ **سیکشن 6.1** میں بتایا گیا ہے، اگرچہ پاکستان کی جی ڈی ایس ان ملکوں کے مقابلے میں بھی کم ہے جہاں بے ضابطہ معیشت کی سطح پاکستان جیسی ہے، تاہم بے ضابطہ معیشت کی بنیادی نوعیت، نہ کہ اس کا حجم، ہی بے ضابطہ بچت کا اصل محرک ہو سکتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے بے ضابطہ معیشت اور بے ضابطہ بچت کے ساتھ اس کے روابط کا ایک مختصر جائزہ ضروری ہے۔[45]

بے ضابطہ معیشت کا سبب چھوٹے حجم والی فرمیں ہیں یا فرموں کی طرف سے یہ حکمتِ عملی کہ وہ دستاویزی معیشت سے جزوی یا کلی طور پر باہر رہیں۔ مائکرو یا بہت چھوٹی فرمیں عموماً غیر رجسٹرڈ کاروبار کرتی ہیں، ان میں کم اجرت اور مہارت والے بے ضابطہ کارکنوں کو رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے کاروباروں اور ان کے کارکنوں کی کم آمدنی کی وجہ سے خاطر خواہ بچت نہیں ہو پاتی اور اس لیے بھی کہ جری بچت کے طریقے جیسے پنشن اور بیمہ اسکیمیں اکثر ان پر لاگو نہیں ہوتیں۔ دوسری طرف، مخصوص حجم اور آمدنی سے اوپر والے ادارے، جن میں نسبتاً زیادہ اجرت اور مہارت والے کارکن ہوتے ہیں، بھاری ٹیکسوں سے اور بظاہر بھاری بھرکم ضوابط سے بچنے کے لیے ایک خاص سطح کی غیر رسمیت برقرار رکھتے ہیں۔ چنانچہ سرکاری بچت میں حصہ کم جاتا ہے اور مجموعی اقتصادی مسابقت کو گھٹاتا ہے، جس کے نتیجے میں فی کس آمدنی میں اضافہ متاثر ہوتا ہے۔[46]

پاکستان میں یہ بات عام ہے کہ محدود آمدنی والے چھوٹے ادارے اور بڑے ادارے دونوں ہی ٹیکس سے بچتے ہیں اور غیر دستاویزی دائرے میں رہتے ہیں۔ ماضی کے سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایک سے 4 تک ملازم رکھنے والے چھوٹے کاروباری ادارے پاکستان میں مجموعی معاشی اداروں کا 94 فیصد بنتے ہیں۔[47] نسبتاً بڑی اور منافع بخش صنعتوں میں بھی خاصی صنعتیں بے ضابطہ دائرے میں ہیں، جیسا کہ مینوفیکچرنگ اور تھوک / خردہ تجارت میں بے ضابطہ ملازمتوں کے حجم سے ظاہر ہوتا ہے، جس کا اندازہ 2021ء میں بالترتیب 20 فیصد اور 31 فیصد ملازمتیں لگایا گیا تھا۔[48] اندازہ یہ ہے کہ ان اداروں سے ہونے والی بچت کی رقوم مشکوک (grey) اور غیر دستاویزی ذرائع میں لگایا جاتا ہے تاکہ کاروبار سے ہونے والی حقیقی آمدنی کو

[42] مثال کے طور پر، ایسے واقعات سامنے آئے جن میں جعلی رئیل اسٹیٹ لسٹنگ، جعلی ہاؤسنگ سوسائٹی، جعلی رئیل اسٹیٹ فرمیں، اور پلاٹ کی فائلوں کی غیر قانونی خرید و فروخت نے لوگوں کی بچت کو نقصان پہنچایا۔ ماخذ: حسن اور قیصر (2025)۔

[43] Qadir (2005); SBP (2019); Asad (2023); Carpenter and Jensen (2002)

[44] مختلف مطالعوں کے مطابق پاکستان میں بے ضابطہ شعبے کا اندازاً حصہ 2000ء کی دہائی میں تقریباً 20 سے 30 فیصد کے درمیان تھا۔ ماخذ: Arby et al. (2010); Ahmed and Hussain (2008); Vincelette (2006)

[45] بے ضابطہ پیداواری سرگرمیوں سے مراد وہ تمام پیداواری سرگرمیاں ہیں جو افراد یا اقتصادی اکائیاں انجام دیتی ہیں اور جو– قانوناً یا عملاً–باضابطہ انتظامات کے تحت نہیں آتیں جیسا کہ ضوابط اور قوانین میں طے شدہ ہے۔ باضابطہ نظام کی کمی میں مختلف پہلو شامل ہیں جیسے ضوابط، تجارتی قوانین، مالیاتی ذمہ داریاں، مزدوری کے قوانین اور مالی اداروں سمیت ادارہ جاتی انفراسٹرکچر تک رسائی۔ ماخذ: یو این ایس ڈی

[46] WB (2022a); Dabla-Norris et al. (2019)

[47] ماخذ: اقتصادی مردم شماری (2005) اسٹیٹ بینک (2025a)

[48] ماخذ: لیبر فورس سروے 2021ء

شکل 6.19 : مالی اداروں تک رسائی

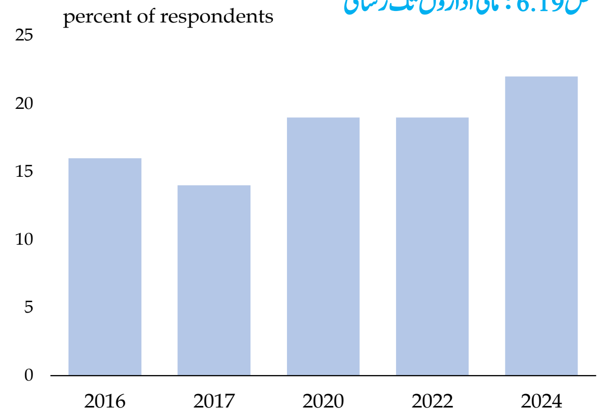

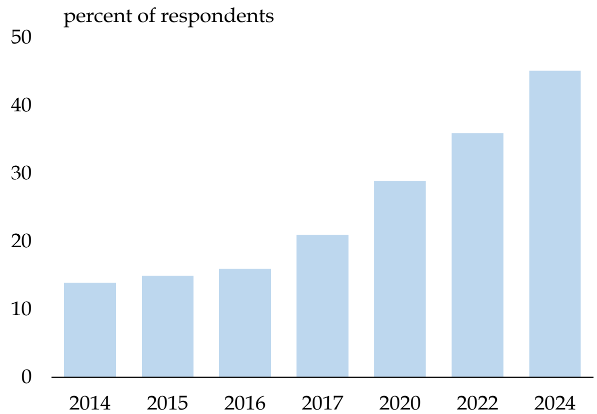

Source: Karandaaz K-FIS Survey; Various Issues

چھپایا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچت کی رقوم رئیل اسٹیٹ، سونا اور غیر ملکی کرنسی جیسے بے ضابطہ یا غیر مالی طریقوں میں لگ جاتی ہے۔

انضباطی اور پالیسی سے متعلق تضادات بھی بے ضابطہ بچت کو ترغیب دیتے ہیں۔ رئیل اسٹیٹ شعبے کو اکثر ٹیکس سے بچنے کے ایک ذریعے کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے، جو ٹیکس ایمنسٹی اسکیموں جیسی مراعات سے مستفید ہوتا ہے۔ اس شعبے میں آنے والی رقوم پیداواری نہیں ہوتیں بلکہ سٹہ بازی یا قیاس آرائی پر مبنی ہوتی ہیں۔ ضوابط اور شفافیت کا فقدان اور حکومت کی طرف سے جائیداد کی کم قیمت لگانا نیم دستاویزی / غیر دستاویزی لین دین کا باعث بنتا ہے۔ یہ عمدگی سے کام کرنے والی رئیل اسٹیٹ مارکیٹوں کے برعکس ہے جہاں زمین کی مرکزی رجسٹریاں، ضوابطی ادارے اور املاک کا باضابطہ اظہار (disclosures) ہوتا ہے۔[49]

اسی طرح گولڈ مارکیٹ بھی پالیسی کے تضادات کا شکار ہے۔ باضابطہ درآمدات پر سخت پابندیاں بے ضابطہ مقامی منڈیوں میں سونے کی اسمگلنگ کا باعث بنتی ہیں۔ یہ ان پابندیوں سے سونے اور زیورات کی باضابطہ منڈیوں کی تشکیل بھی رک جاتی ہے، جن کی خصوصیات معیارات کا تعین اور تصدیق ناموں کا اجرا ہوتا ہے۔ مزید برآں، بینکاری لین دین پر ودہولڈنگ ٹیکس کے نفاذ نے بھی نقدی تحویل میں رکھنے کی حوصلہ افزائی کی ہے، جس سے بے ضابطہ شعبے اور بینکوں سے باہر بچت رکھنے کو فروغ ملا ہے۔ سابقہ تحقیق یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ ودہولڈنگ ٹیکس کے نفاذ کے بعد کچھ اقتصادی عاملین بینکوں کا استعمال مستقل طور پر چھوڑ چکے ہیں، جو ان کے مالی اخراج (exclusion) کا باعث بنا۔[50]

نجی شعبے کی بچتوں کے غیر مالی طریقوں کی طرف جانے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ بظاہر وہ طریقے زیادہ حقیقی منافع دیتے ہیں۔ مالی بچت کے طریقوں کے مقابلے میں سونے اور رئیل اسٹیٹ نے 2015ء اور 2025ء کے درمیان بہتر منافع دیا (**شکل 6.17 الف اور 6.17ب**)۔[51] اگرچہ امریکی ڈالر کو بچت کا عموماً ایک پرکشش طریقہ سمجھا جاتا ہے، تاہم درحقیقت ڈالر نے اس عرصے کے دوران حقیقی مثبت منافع نہیں دیا۔ گھرانے بچت کرتے ہوئے اگر زیادہ منافع اور حفاظت کو اولیت دیں[52] تو ڈالر اور نقد رقم میں بچت سٹہ بازی، ذخیرہ اندوزی، اور ٹیکس چوری جیسے قلیل مدتی مقاصد کے لیے ہی ہوسکتی ہے، یہ طویل مدتی بچت کا طریقہ نہیں ہے۔

سونے اور رئیل اسٹیٹ کے مقابلے میں، 2015ء سے 2025ء تک کے دوران بینک ڈپازٹس پر حقیقی منافع منفی رہا، اس عرصے کے دوران کچھ برس چھوٹے مثبت منافع ضرور ملے۔ تاہم، اس رجحان کے باوجود بینک ڈپازٹس پر زائد منافع نے

[49] سی سی پی (2019)

[50] Afghan (2023); SBP (2019); SBP (2025a); SBP)2017(

[51] حقیقی منافع ہر اثاثے کی اختتامی مدت کی مالیت کی بنیاد پر لگائے جاتے ہیں۔

[52] اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے 'پاکستان میں گھریلو بچت کے رویے کا سروے 2021ء'، محمد اور برکی (2008)

بچت کو بینکوں کی طرف راغب کیا، جو زیرِ گردش کرنسی میں کمی کا باعث بنی (**شکل 6.18**)۔ یہ سابقہ تحقیق کی بازگشت ہے، جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ ملکی بچت، اور کم مہنگائی اور مثبت حقیقی شرحِ سود کے درمیان مضبوط مثبت تعلق پایا جاتا ہے۔ بلند مثبت حقیقی شرحِ سود مہنگائی کو کم کرنے اور رقوم کی آمد کو راغب کرنے میں مدد دیتی ہے، اس طرح معیشت میں بچت کے ماحول کو فروغ ملتا ہے۔[53]

شکل 6.20 : بچت کے طریقوں کی ترجیح۔ کم سے زیادہ ماہانہ آمدنی والے زمرے

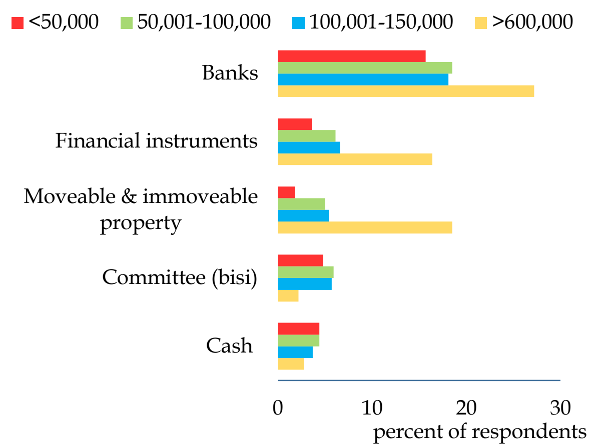

Source: SBP Pulse Survey on Savings 2025

اسی طرح مالی شمولیت میں درپیش چیلنج باعثِ تشویش ہیں، جیسے رسائی کی دشواری اور صنفی فرق۔ بچت پر اسٹیٹ بینک کے پلس سروے2025ء سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مالی بچت کرنے والوں میں سے 45 فیصد کو نقدی، سونے یا جائیداد کی صورت میں بچت کرنا زیادہ آسان لگا اور انہیں مالی اداروں کے چارجز بہت زیادہ محسوس ہوئے۔[54] یہ مسائل مالی خواندگی کی کم سطح سے مزید پیچیدہ ہو جاتے ہیں کیونکہ مالی طور پر خارج طبقے میں مالی خواندگی کی کمی مالی اداروں اور مارکیٹوں پر بھروسہ کم کر دیتی ہے۔

بچت پر اسٹیٹ بینک کے پلس سروے2025ء سے معلوم ہوا کہ جواب دہندگان، جنہوں نے بیشتر بچت غیر مالی طریقوں سے کی، میں سے تقریباً 34 فیصد نے مالی نظام پر اپنے کم اعتماد کو اس طرزِ عمل کا ایک بڑا سبب بتایا۔[55] اقتصادی کتب یہی بتاتی ہیں کہ مالی ناخواندگی باضابطہ اداروں پر لوگوں کے اعتماد کی کمی کو برقرار رکھتی ہے،[56] جس کی وجہ سے وہ اپنی بچت بے ضابطہ غیر مالی طریقوں پر منتقل کرتے ہیں۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک پلس سروے2025ء سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ (میٹرک یا اس سے اوپر) کے مقابلے میں کم تعلیم (میٹرک سے نیچے) والے جواب دہندگان نقد اور روٹیٹنگ سیونگز اینڈ کریڈٹ ایسوسی ایشن (جنہیں عام طور پر کمیٹی کہا جاتا ہے) میں بچت کرنا پسند کرتے ہیں۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ مالی شمولیت بڑھانے کی غرض سے رسائی اور خواندگی کے لیے کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے (**شکل 6.19**)۔

آخری بات یہ کہ سونے، کمیٹیوں، اور رئیل اسٹیٹ جیسے بے ضابطہ طریقوں کو ترجیح دینے کے پیچھے چند پیچیدہ اور کثیر طرفی وجوہات بھی پائی جاتی ہیں، جیسے ثقافتی اور صنفی عوامل۔[57] سونے کی خریداری کا شادی سے گہرا ثقافتی تعلق ہے اور یہ خواتین کے سماجی تحفظ کا کام کرتا ہے، خاص طور پر ہنگامی حالات میں۔ تحفظ کا یہ احساس سونے اور زیورات پر ملکیت اور کنٹرول سے پیدا ہوتا ہے، اور سماجی تعلقات کے پس منظر میں سونے کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح کمیٹیاں خواتین کو آسان رسائی فراہم کرتی ہیں کیونکہ ان کمیٹیوں کے لیے سماجی تعلقات استعمال کیے جاتے ہیں اور خواتین کو زیادہ نقل و حرکت کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ باضابطہ ترقی یافتہ اداروں کی عدم موجودگی میں بے ضابطہ بچتیں درحقیقت حفاظتی سائبان، بیمہ مصنوعات، اور پنشن اسکیموں کے طور پر کام کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر تحقیق بتاتی ہے کہ جائیداد اس بات کو یقینی بنانے کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے کہ بچے والدین کے ساتھ رہیں گے اور اُن کی دیکھ بھال کریں گے جس کے بدلے میں انہیں غیر منقولہ جائیداد نسل در

[53] Vincelette)2006(

[54] بچت پر اسٹیٹ بینک کا پلس سروے، 2025ء

[55] بچت پر اسٹیٹ بینک کا پلس سروے، 2025ء

[56] Di Giannatale Menegalli and Roa (2016); Mohammed and Burki)2008(

[57] آر او ایس سی اے یا کمیٹیاں بے ضابطہ بچت کے طریقے ہیں جن کے ذریعے افراد کا ایک گروپ مقررہ مدت کے وقفوں پر رقم جمع کرتا ہے اور گروپ کے ہر رکن کو مقررہ وقت پر ایک بڑی رقم وصول کرنے کا موقع مل جاتا ہے؛ اسے عام زبان میں 'بی سی' بھی کہا جاتا ہے۔

نسل طریقے سے منتقل کی جائے گی ۔[58] ہنگامی حالات کے دوران کم وقت میں سیالیت کا حصول بھی ایک اہم محرک ہے، جو بچت کی رقم مویشیوں، نقد رقم اور کمیٹیوں کی صورت میں محفوظ رکھنے کی طلب کو بڑھاتی ہے، اور یہ بیمہ مصنوعات کے بے ضابطہ متبادل کے طور پر کام کرتی ہے۔[59]

6.4 کمزور مالی وساطت

مالی شعبے کی ترقی باضابطہ مالی بچتوں کے ذریعے پائیدار معاشی ترقی کے لیے اہم ہے، کیونکہ یہ غیر فعال سرمائے کو کارگر سرمایہ کاری میں بدل دیتا ہے۔ ترقی یافتہ مالی نظام لین دین کی لاگت کو کم کرتے ہیں، بچت کے متنوع آلات (ڈپازٹس، بانڈز، بیمہ وغیرہ) پیش کرتے ہیں اور ضوابطی نگرانی اور ڈپازٹ انشورنس کے ذریعے مالی خطرات کو کم کرتے ہیں، جو مزید گھرانوں اور فرموں کو باضابطہ بچت کی ترغیب دیتے ہیں ۔ مزید برآں، مختلف مالی ادارے بچت کاروں اور سرمایہ کاروں کی ضروریات اور ترجیحات کو پورا کرتے ہیں اور متعدد مالی خدمات اور مصنوعات پیش کرتے ہیں۔[60]

اقتصادی کتب بتاتی ہیں کہ مختلف قسم کے مالی ادارے اور فنانشل مارکیٹیں ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، جہاں ڈاک خانوں کے مالی ادارے بچت کی عادت اور ثقافت کو فروغ دینے میں مدد کرتے ہیں، وہاں بینکاری شعبہ بیمہ شدہ ڈپازٹس اور سیونگ اکاؤنٹس کے ذریعے خطرے سے بچنے کے خواہش مند بچت کاروں کو راغب کرکے بنیادی سیالیت فراہم کرتا ہے ۔ بینک ان رقوم کو کریڈٹ اسیسمنٹ کے ذریعے قرضوں میں تبدیل کرکے سرمایہ کی تشکیل کرتے ہیں۔ اسی طرح، بانڈ مارکیٹیں 30 سالہ عرصے تک طویل مدتی بچت کو متحرک کرتی ہیں۔ یہ رقوم ضروری انفراسٹرکچر اور بڑے پیمانے کی صنعتی صلاحیت میں اضافے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں جبکہ بیمہ اور پنشن کے شعبے کے لیے سرمایہ کاری کے مواقع بھی فراہم کرتا ہے کیونکہ اسے طویل مدتی ادائیگیوں کے لیے منصوبہ بندی کرنی ہوتی ہے۔ آخری بات، اسٹاک مارکیٹیں اچھے منافع کے متلاشی ایسے بچت کاروں کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں جو اتار چڑھاؤ کو بھی برداشت کرسکیں۔ یہ سب ادارے اور مارکیٹیں مل کر ایک لچکدار اور متنوع نظام بناتے ہیں جس سے مختلف ضروریات کے حامل بچت کار اور سرمایہ کار فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔[61]

شکل 6.21: ممالک کے لحاظ سے بینک ڈپازٹس

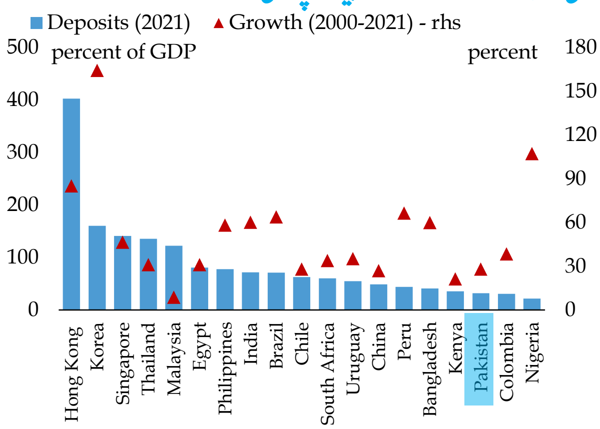

Source: WDI

اس سیکشن میں پاکستان کے مالی شعبے کی ان ساختی کمزوریوں کو اجاگر کیا گیا ہے جو اس کے وساطتی کردار میں رکاوٹ ہیں۔ بہت سی معاشی رکاوٹوں کی وجہ سے بینکاری شعبے میں بچت کی کم رقوم آرہی ہیں چنانچہ یہ شعبہ اس معاملے میں جدوجہد کررہا ہے، جبکہ بینکوں کے قرضہ دینے کی سرگرمی اس لیے متاثر ہوتی ہے کہ سرکاری قرض گیری اور مجموعی طور پر غیر سازگار میکرواکنامک اور پالیسی ماحول میں نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش بچتی ہی نہیں ہے۔ سرمایہ منڈیوں میں کم سرمایہ، سرمایہ کاروں کی محدود شرکت، اور نظم ونسق کے مسائل ہیں، جو طویل مدتی مالکاری میں رکاوٹ ہیں۔ بیمہ اور پنشن فنڈز کی رسائی پالیسی پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے کم رہتی ہے، جبکہ پاکستان پوسٹل سیونگ بینکوں کی دیہی علاقوں تک وسیع رسائی کے باوجود وہ مالی شمولیت کے مواقع سے فائدہ نہیں اٹھاسکے ہیں حالانکہ ہم پلہ ممالک میں پوسٹل سیونگ بینک خاصے کامیاب رہے ہیں۔

---

[58] Kanth and Joubert)2025(

[59] Zulfiqar (2022); Mohammed and Burki)2008(

[60] Zhuang et al. (2009)

[61] Haini (2019); Levine (2005)

شکل 6.22: میعاد کے لحاظ سے بینک ڈپازٹس

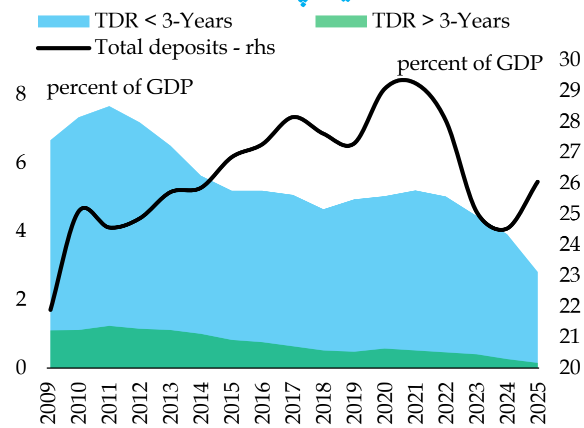

Source: SBP

بینکاری صنعت: بچت کو جمع کرنے میں رکاوٹوں کا سامنا

بینکاری صنعت اثاثوں اور واجبات کے لحاظ سے پاکستان کے مالی شعبے پر حاوی ہے، چنانچہ یہ ملکی بچت کا سب سے بڑا جمع کنندہ (mobiliser) بھی ہے۔ انفرادی آمدنی کی سطح کوئی بھی ہو، بینک باضابطہ بچت کے لیے سب سے پسندیدہ مالی ادارہ بھی ہے **(شکل 6.20)** ۔ گزشتہ 40 سال کے دوران ملک کے بینکوں نے بنیادی ڈھانچے، پالیسی اور ضوابطی تشکیل میں قابلِ ذکر ترقی کی ہے اور 2000ء کے اوائل میں ڈجٹائزیشن کی کوششیں ہوئی ہیں [62] تاہم اسے مالی وساطت کا متحرک ذریعہ بننے اور بہتری لانے کی خاصی گنجائش موجود ہے۔

ڈپازٹس کے پہلو سے دیکھا جائے تو بینک کھاتوں کی تعداد پچھلے دس سال میں دگنی سے بھی زیادہ ہوچکی ہے۔[63] تاہم، اس اضافے سے ملک کے بینک ڈپازٹس جی ڈی پی کے تناسب سے نمایاں طور پر نہیں بڑھے، جو ہم پلہ معیشتوں میں سب سے کم ہے **(شکل 6.21)** ۔ درحقیقت، مالی سال 21ء سے یہ تناسب گرتا جارہا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک ڈپازٹس میں اضافہ اقتصادی ترقی میں ڈھل نہیں سکا،

شکل 6.23: جدولی بینکوں کے قرضے اور سرمایہ کاری

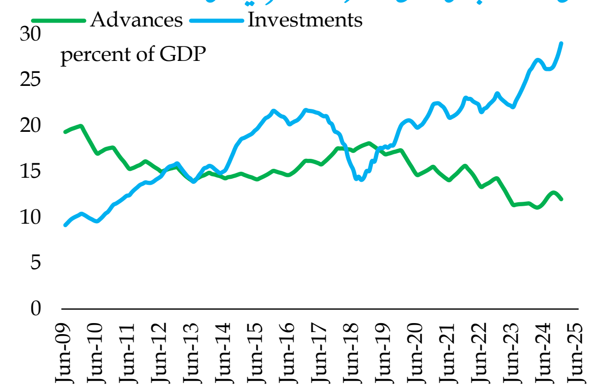

* 6-month moving average
Source: Haver Analytics

اور یہ کہ نئے کھولے گئے اکاؤنٹس بچت کے بجائے لین دین کے مقاصد کے لیے ہیں، چنانچہ ڈپازٹس بڑھانے میں ان کا تعاون محدود ہے۔

مزید برآں، بینک ڈپازٹس کی مدت کی تفصیلات میں تبدیلی آئی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچت کی ترجیحات اور معاشی خطرات کا تصور بنیادی طور پر تبدیل ہوا ہے ۔حالیہ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ بینکوں کے ڈپازٹس کے آمیزے میں ایک تشویشناک تبدیلی آئی ہے اور وہ یہ کہ تین سال سے زائد مدت والے میعادی واجبات کا تناسب کم ہوا ہے **(شکل 6.22)**۔[64] یہ بات قلیل مدتی بچت بڑھنے اور طویل مدتی بچت گرنے کا اشارہ دیتی ہے، جس کی ممکنہ وجہ اقتصادی غیر یقینی صورت حال اور کم منافع ہوسکتی ہے۔ اس رجحان کے منفی اثرات مستحکم، طویل مدتی رقوم کی دستیابی پر پڑ سکتے ہیں حالانکہ اس قسم کی رقوم معینہ سرمایہ کاری قرضوں اور مجموعی معینہ سرمائے کی تشکیل کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ صورتِ حال مستقبل کی پیداواری صلاحیت میں ممکنہ رکاوٹ بنتی ہے اور آمدنی اور بچت میں اضافہ کو محدود کرتی ہے۔[65]

---

[62] پاکستان نے 1990ء کی دہائی کے اوائل میں شرح سود کو آزاد کیا، مقداری کنٹرول ہٹائے، سرکاری مالی اداروں کی نجکاری کی اور مارکیٹ پر مبنی تمسکات متعارف کرائیں اور 2000ء کی دہائی کے اوائل میں ڈجیٹلائزیشن کا سفر شروع کیا۔

[63] بینک اکاؤنٹ رکھنے والے بالغ افراد کا تناسب 2015ء میں 16 فیصد تھا جو بڑھ کر 2023ء میں 64 فیصد ہوگیا۔ ماخذ: ایس بی پی (2025ب)

[64] جی ڈی ایس کے مجموعی ڈھانچے میں طویل مدتی بچت کا تناسب گھریلو اور کاروباری شعبے کی طویل مدتی بچت کے اہداف کے لیے وابستگی ظاہر کرتا ہے اور مستقبل کی اقتصادی استحکام پر اعتماد کی عکاسی کرتا ہے۔ ماخذ: حسین (2005)

[65] اسٹیٹ بینک (2023)، خان اور قیوم (2006)

فنڈز کے استعمال کے نقطہ نظر سے یہ بات واضح ہے کہ بینکوں کے بیشتر اثاثہ جات خطرے سے پاک اور زیادہ منافع دینے والی سرکاری تمسکات کے لیے مختص ہیں **(شکل 6.23)**۔[66] سرکاری تمسکات پر خطرے سے پاک منافع نے دراصل بینک کی ترغیبات کو تبدیل کر دیا ہے۔ یہ بات ٹریژری بلوں پر شرح سے بہ وزن اوسط شرح قرض گاری کے حالیہ برسوں میں کم ہوتے ہوئے تفاوت سے ظاہر ہے **(شکل 6.24)**۔ دوسری طرف، بینکوں کے قرضوں اور جی ڈی پی کا باہمی تناسب جون 2019ء سے مسلسل گر رہا ہے اور یہ ہم پلہ معیشتوں میں پست ترین سطحوں میں سے ایک ہے۔[67] مجموعی طور پر، بینکاری شعبے میں ایک نمایاں وساطتی فرق موجود ہے، جو زراعت، خدمات اور صنعتی شعبوں میں نظر آتا ہے **(شکل 6.25)**۔ چنانچہ یہ نقطہ نظر معتبر معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ بینکاری صنعت کے مسائل کا شعبے کے مخصوص امور سے تعلق ہے، تاہم وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ساختی بھی ہیں۔ فنڈز کے طلبی پہلو سے، حکومت اپنے بجٹ خسارے کو جو اکثر بڑا ہی ہوتا ہے، پورا کرنے کے لیے جو میزانی قرض گیری کرتی ہے وہ نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش کم کر دیتی ہے۔ دسمبر 2015ء سے مارچ 2025ء تک جدولی بینکوں کی مجموعی سرمایہ کاری کا اوسطاً 85 فیصد ریاستی اکتشاف پر مشتمل رہا۔[68] تاہم یہ تصویر کا صرف ایک رخ ہے۔ قرض کی درخواستوں کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ ممکنہ قرض گیروں کی طرف سے مانگا گیا قرضہ حقیقتاً دیے گئے قرضے سے بہت زیادہ نہیں ہے، یعنی قرض کی درخواستوں میں بھی زیادہ رقم طلب نہیں کی جاتی۔[69]

قرض کی طلب کو طویل مدتی سرمایہ کاری کے لیے ناسازگار معاشی ماحول نے بھی محدود کر دیا ہے کیونکہ ممکنہ جی ڈی پی نمو گر رہی ہے، غیر یقینی صورت حال ہے، اور مجموعی طور پر نظم و نسق ناقص ہے۔ اس کے علاوہ، کچھ شعبہ جاتی مسائل ہیں، جیسے کہ وہ مسائل جن کا تعلق زراعت اور مکاناتی قرضوں سے ہے جو رسدی پہلو سے مختلف خدشات سے متاثر ہوتے ہیں، بشمول ضمانت، زمین کی ملکیت / رجسٹری، لینڈ مینجمنٹ وغیرہ سے متعلق مسائل۔[70]

شکل 6.24 : بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری اور خطرے سے محفوظ سرمایہ کاری پر منافع

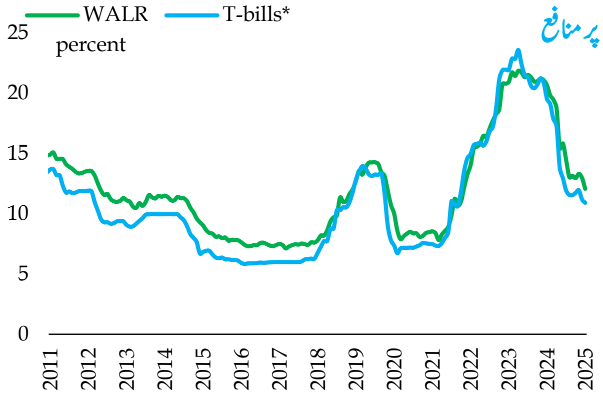

*Average cut-off rates of 3, 6 and 12 month T-bills
Source: SBP

شکل 6.25 : شعبہ جاتی ڈپازٹس اور قرضہ

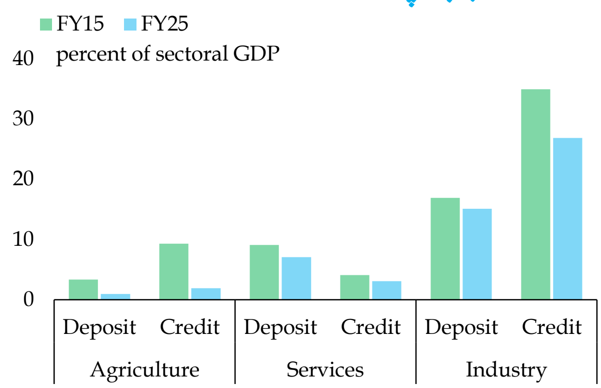

Note: GDP at current market prices
Sources: SBP and PBS

ڈپازٹ کے پہلو سے، جیسا کہ **سیکشن 6.2 اور 6.3** سے معلوم ہوتا ہے، مسلسل کم یا منفی حقیقی منافع نے بچتوں کی حوصلہ شکنی کی ہے اور مالی بچت کی اصل قدر کو بھی

---

[66] 2015ء سے 2025ء تک کے درمیان بینکوں کی مجموعی سرمایہ کاری میں حکومتی تمسکات کا حصہ اوسطاً تقریباً 85 فیصد رہا۔

[67] پچھلے 10 سال میں پاکستان کے نجی شعبے کے قرض کا جی ڈی پی میں تناسب اوسطاً تقریباً 14 فیصد رہا، جبکہ پست متوسط آمدن والے ملکوں میں یہ اوسط 44 فیصد اور پست آمدن والے ملکوں میں 12 فیصد رہا۔

[68] اسٹیٹ بینک کے شماریاتی بلیٹن (دسمبر 2015ء تا مارچ 2025ء)

[69] قرض کی مطلوبہ مقدار اور قبول شدہ رقم کے درمیان فرق کی اوسط گزشتہ سات سال میں جی ڈی پی کا تقریباً 0.26 فیصد رہی۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ قرض کی 50 فیصد درخواستیں تکنیکی طور پر درست (جن کی کریڈٹ رسک پروفائل قابل قبول تھی) تھیں لیکن سرکاری تمسکات کو ترجیح دیتے ہوئے درخواستیں مسترد کر دی گئیں، تو بھی ملک کا قرضے اور جی ڈی پی کا تناسب ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں کافی کم رہا۔

[70] اسٹیٹ بینک (2025اے)، اسٹیٹ بینک (2021اے)

معدوم کر دیا ہے، چنانچہ گھرانے اور کاروبار اپنی بچتوں کا رُخ مہنگائی سے بچانے والے اثاثوں جیسے سونے اور رئیل اسٹیٹ کی طرف موڑ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ، 2015ء سے 2020ء تک غیر بینکاری لین دین پر ودہولڈنگ ٹیکس کے نفاذ، اور نقد رقوم نکلوانے پر 2023ء سے ودہولڈنگ ٹیکس کے نفاذ نے بینکاری طریقے کے استعمال پر جرمانہ عائد کر دیا ہے، خاص طور پر کم آمدن افراد اور نقد پر چھوٹا کاروبار کرنے والوں کے لیے، کیونکہ وہ بینکوں کی فیسوں اور چارجز سے پہلے ہی متاثر ہیں۔[71]

شکل 6.26 : بینکوں کی رسائی اور اسلامی مالیات

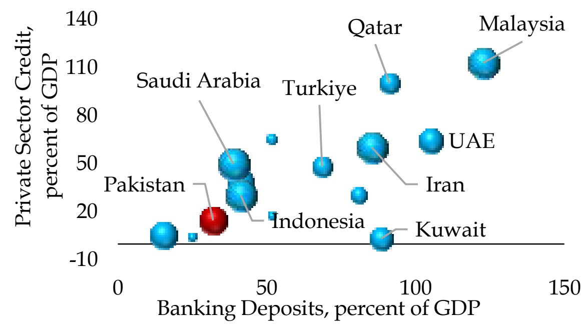

Note: Based in 2021 data; size of the bubble reflects Islamic Finance Country Index with 1 being the lowest and 100 being the highest score.
Sources: Edbiz Consultancy and WB

آخری بات یہ کہ، بہت سے سروے بتاتے ہیں کہ آبادی کا خاصا بڑا حصہ روایتی سود پر مبنی بینکاری کے بارے میں مذہبی تحفظات رکھتا ہے جس سے کریڈٹ اور ڈپازٹس دونوں شعبے متاثر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، 2015ء میں کیے گئے معلومات، رجحان اور عمل (کے اے پی) سروے سے پتہ چلا کہ تقریباً 7.5 فیصد رائے دہندگان کو روایتی بینکاری مصنوعات پر مذہبی وجوہات سے تحفظات تھے۔ اسی طرح، پاکستان میں گھریلو بچت کے انداز پر 2021ء کے سروے سے معلوم ہوا کہ 13 فیصد رائے دہندگان نے مذہبی وجوہات سے خود کو رضاکارانہ طور پر بینکاری نظام سے الگ تھلگ کر لیا ہے۔ مزید برآں بچت کے بارے میں اسٹیٹ بینک کے پلس سروے 2025ء کے مطابق 35 فیصد رائے دہندگان اپنی بچت مذہبی وجوہات کی بنا پر بینکوں میں نہیں رکھواتے بلکہ بے ضابطہ طریقے اپناتے ہیں۔[72] ملک کی اسلامی بینکاری کا مجموعی بینکاری صنعت کے اثاثوں اور ڈپازٹس میں حصہ نمایاں طور پر پختہ ہے، اور توقع ہے کہ سود سے پاک بینکاری نظام کی طرف جاری منتقلی کے تناظر میں یہ بہتری جاری رہے گی۔ تاہم، مسلم اکثریت والے دیگر ملکوں جہاں مالی شعبے کی تشکیل مختلف درجوں پر ہے، کے مقابلے میں پاکستان کی جی ڈی پی میں بینک ڈپازٹس کا تناسب کم ہونا **(شکل 6.26)**[73] بتاتا ہے کہ پاکستان کی مزید بڑھتی ہوئی مالی شمولیت میں یہ عادت بھی اہمیت رکھتی ہے۔

شکل 6.27 : منتخب علاقائی معیشتوں کی مارکیٹ کی سرمایہ

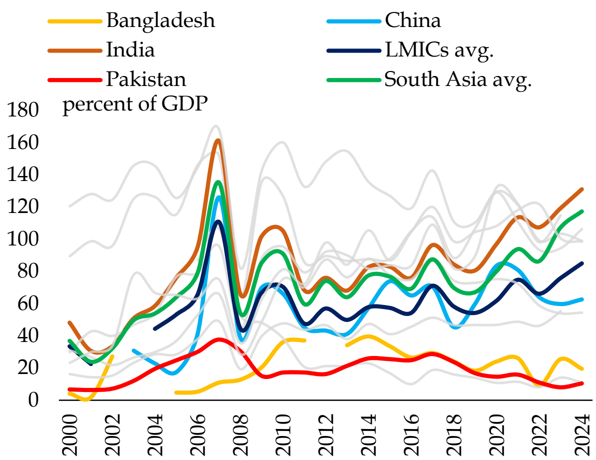

Sources: WB and MoF

سرمائے کی غیر ترقی یافتہ منڈیاں

عمدگی سے تشکیل شدہ سرمایہ منڈی سرکاری اور نجی بچت اکٹھا کرنے، غیر مالی اور مالی فرموں کے لیے سرمایہ جمع کرنے اور بچت کی رقوم کو پیداواری استعمال میں لانے کے لیے نکاسی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سرمایہ منڈی کی تشکیل اقتصادی ترقی میں حصہ لے سکتی ہے، بشرطیکہ بنیادی کام درست کر لیا جائے یعنی سرمایہ کاری کو موثر طریقے سے مختص کرنا، جس سے پوری معیشت بلند پیداواریت کے قابل بنتی ہے۔ وہ بینکاری اور بیمہ صنعتوں کو سرمایہ اکٹھا کرنے، فنڈز مختص کرنے اور خطرات کو

[71] Husain (2023); Kemal (2022); SBP (2025a); and SBP Survey)2021(

[72] دیگر عوامل میں، آگاہی کی کمی 4 فیصد، بینکوں تک آمدورفت کے اخراجات 1.5 فیصد، ثقافتی وجوہات 3 فیصد اور دیگر وجوہات کا حصہ 2 فیصد رہا، سلیم اللہ اور دیگر، (2015)، زمان اور دیگر (2017)، اعوان اور بخاری (2011)، اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے 'پاکستان میں گھریلو بچت کے رویے کے سروے 2021ء'، بچت پر اسٹیٹ بینک کا پلس سروے 2025ء۔

[73] اسلامک فنانس کنٹری انڈیکس میں اسلامی مالیات کی صنعت میں اداروں کی تعداد، واجب الادا صکوک، مرکزی شریعت سپروائزری نظام، ضوابطی اور قانونی ڈھانچہ شامل کیا جاتا ہے۔

متنوع بنانے کے قابل بنا کر ان کی تکمیل بھی کرتی ہیں۔ مزید برآں، سرکاری تمسکات کے لیے ایک ترقی یافتہ بانڈ مارکیٹ درمیانی سے طویل مدت تک قرض اتارنے کی لاگت کم کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔[74]

شکل 6.28 : اسٹاک کی تجارت– مجموعی مالیت

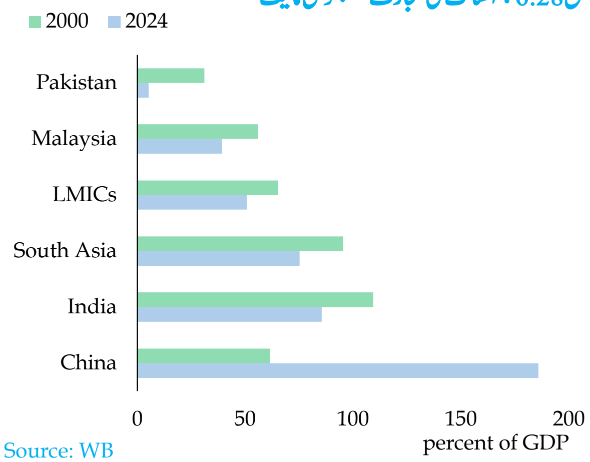

Source: WB

پاکستان کی سرمایہ منڈی اب تک ترقی یافتہ نہیں ہے اور اسے مارکیٹ کی گہرائی اور رسائی کے رجحانات کی موجودگی میں متعدد ساختی، ضوابطی اور پالیسی چیلنجوں کا سامنا ہے۔[75] سرمایہ منڈیوں کی گہرائی کا اندازہ منڈی کے حجم اور سیالیت سے لگایا جاتا ہے، اس معاملے میں گہرائی کم ہو کر پست آمدنی والے ملکوں کی اوسط کے برابر آ گئی ہے اور ابھرتی ہوئی منڈیوں کی اوسط سے کم ہو گئی ہے۔[76] مثال کے طور پر، پاکستان اسٹاک ایکسچینج کی مارکیٹ کی مجموعی سرمایہ (capitalization) علاقائی اور ہم پلہ معیشتوں سے نمایاں طور پر کم ہے (**شکل 6.27**)۔

اسی طرح، پاکستان میں اسٹاک ٹریڈنگ میں علاقائی ہم پلہ ملکوں اور یکساں آمدنی والے ممالک کے مقابلے میں زبردست اور گہری کمی دیکھی گئی ہے (**شکل 6.28**)۔ اگرچہ مارکیٹ تک رسائی —یعنی سرمایہ منڈی کی خدمات تک افراد اور کمپنیوں کی رسائی کی صلاحیت —بتدریج بہتر ہوئی ہے، تاہم یہ ابھرتی ہوئی مارکیٹوں اور کم آمدن ملکوں کی نسبت محدود ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرمایہ کاروں، کاروباروں اور غیر ملکی اداروں کے لیے وہاں داخل ہونے میں رکاوٹیں موجود ہیں۔[77]

شکل 6.29 : آئی پی او کے ذریعے سالانہ جمع شدہ سرمایہ

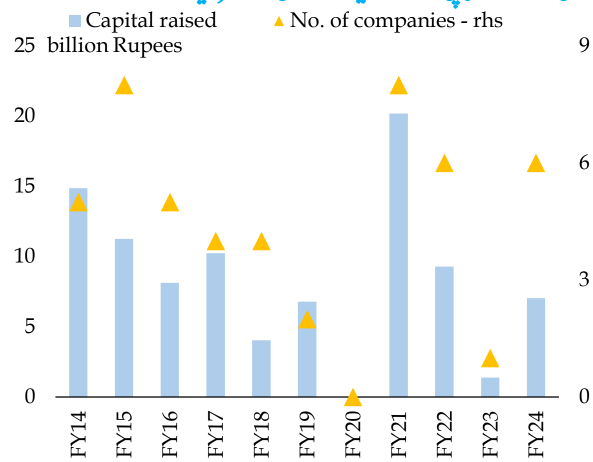

Source: SECP Annual Reports

ایکویٹی کے لیے بنیادی مارکیٹوں میں وسائل محدود ہیں جس کا سبب سالانہ اولین عوامی پیشکشوں (آئی پی او) کا کم ہونا ہے۔ فہرستی کمپنیوں کی تعداد 2002ء میں 725 تھیں جو کم ہو کر دسمبر 2024ء تک 525 رہ گئی ہے (اسٹیٹ بینک، 2003ء، پی ایس ایکس، این ڈی)۔ مزید برآں، 2014ء سے 2023ء تک صرف 43 کمپنیوں نے پی ایس ایکس سے سرمایہ اکٹھا کیا، جبکہ صرف گزشتہ سال بھارت میں 76 آئی پی اوز ہوئے (کے پی ایم جی، 2024ء)۔ چوہدری (2019) کا کہنا ہے کہ پاکستان میں فرمیں ٹیکس، آڈٹ اور کوائف ظاہر کرنے کی شرائط کے خوف سے پبلک لسٹنگ سے گریزاں ہیں۔ ایک طرف اس گریز، اور دوسری طرف آئی پی اوز کی لاگت کے مشترکہ اثر نے آئی پی اوز کی تعداد اور جمع شدہ سرمائے کی مقدار میں اضافہ کو روکا ہے (**شکل 6.29**)۔

---

[74] Gregorio and Guidottim (1995); Estrada et al. (2010); IMF (2001)

[75] PIDE (2020)

[76] مارکیٹ کی گہرائی کو مارکیٹ کے حجم اور سیالیت کے اظہاریوں کے ذریعے جانچا جاتا ہے جیسے اسٹاک مارکیٹ کی سرمایت، اسٹاک کا لین دین، بین الاقوامی سرکاری قرضہ تمسکات، مالی اور غیر مالی کارپوریشنوں کے کل قرضہ کے سرکاری تمسکات کے لحاظ سے جی ڈی پی کا فیصد۔

[77] کیپٹل مارکیٹ تک رسائی میں مارکیٹ سرمایت کا وہ فیصد شامل ہے جو سب سے بڑی 10 کمپنیوں سے باہر ہے؛ اور قرض کا اجرا کرنے والوں کی تعداد۔

شکل6.30 : کارپوریٹ بانڈز کے اجرا کا حجم

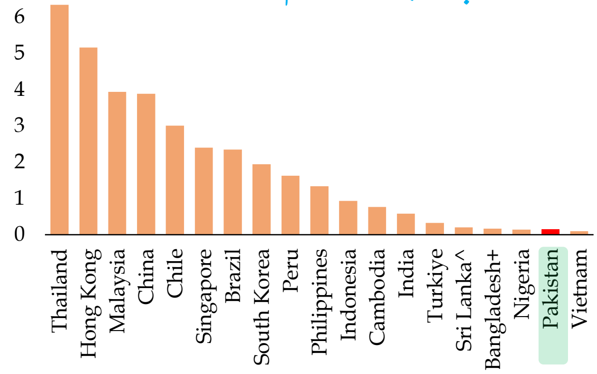

*Latest available data (2021) ; ^ 2019 data; + 2014 data
Source: WB

بانڈز کے معاملے میں، حکومت کے جاری کردہ کاغذات بانڈ کے اجرا پر حاوی ہیں۔ ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں کارپوریٹ بانڈ کا اجرا محدود ہے (**شکل6.30**) (ایشیائی بینک، 2022ء)۔ بانڈ کے فعال تبادلے کی کمی کی وجہ سے حکومت اپنے بجٹ خسارے کو مارکیٹ کے ذریعے پورا کرنے سے بھی قاصر ہے، اور اس کے بجائے وہ بنیادی طور پر بینکوں پر انحصار کرتی ہے۔[78]

فرموں کے تفصیلی اعداد و شمار بھی اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ بانڈ مارکیٹ ابھی تک سطحی ہے، کیونکہ کمپنیاں کارپوریٹ قرضہ تمسکات جیسے ٹرم فنانس سرٹیفیکیٹ (ٹی ایف سی) اور کمرشل پیپرز جاری کرنے کے بجائے بینک سے قرض لینے کو ترجیح دیتی ہیں (**شکل 6.31**)۔ اس ترجیح کی بنیادی وجہ کارپوریٹ قرض کے بنیادی اجرا سے منسلک لین دین کی بھاری لاگت اور بینکوں سے نفع بخش نرخوں پر فنڈز کی دستیابی ہے، خاص طور پر ان فرموں کے لیے جو بینکوں کے ساتھ طویل مدتی تعلقات رکھتی ہیں۔ نیز، ٹی ایف سی کی ثانوی بانڈ مارکیٹ اس وجہ سے سطحی ہے کہ اجرا کا حجم کم ہے، بانڈز کے لین دین کے کم تجربے کے سبب سرمایہ کاروں میں تذبذب موجود ہے، اور مسابقت کم ہے (رحمان اور خلجی، 2017ء)۔

شکل 6.31 : کارپوریٹ فنڈز کے ذرائع

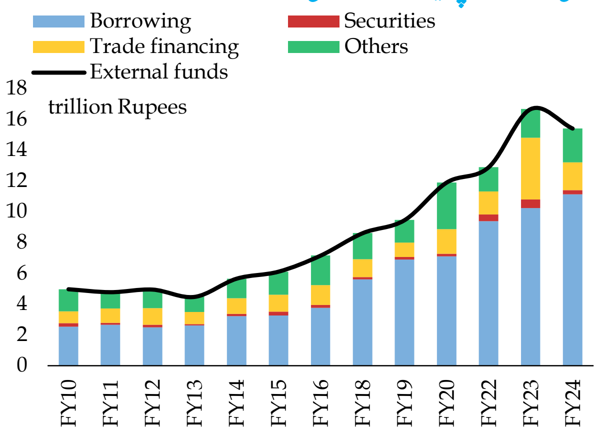

Source: SBP Flow of Funds

اس کے علاوہ، بلند شرح سود والے ماحول میں کارپوریٹ قرض اور ایکویٹیز کی طرف رجحان کم ہو کر سرکاری تمسکات کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ میوچل فنڈز کے اثاثہ جات کی تازہ ترین معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ بلند شرحِ سود کے حالات کے دوران سرکاری قرضے میں سرمایہ کاری کارپوریٹ قرض اور ایکویٹیز میں سرمایہ کاری سے نمایاں طور پر بڑھ جاتی ہے (**شکل 6.32**)۔ شرح سود میں تبدیلی پر کارپوریٹ بانڈز اور ایکویٹیز کی نمایاں حساسیت کلی معاشی استحکام کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، بازارِ سرمایہ کی تشکیل میں جس کا بنیادی کردار ہے۔

شکل6.32 : اثاثہ جات کی اقسام کے لحاظ سے میوچل فنڈ انڈسٹری کے اثاثہ جات کی تقسیم

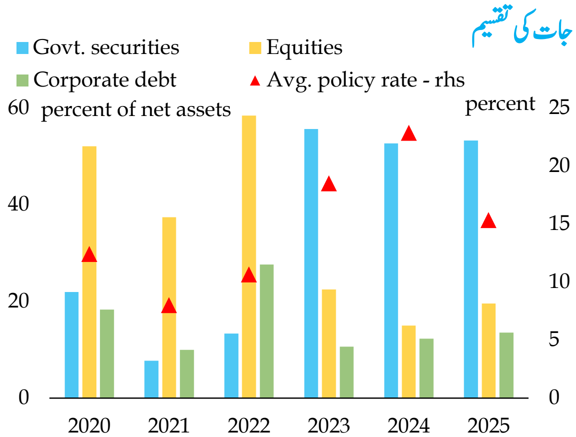

Note: Allocation ratio excludes cash from net assets
Sources: MUFAP and SBP

78) WB (2023); WB (2022b); Uppal (2011)

جدول 6.2: دنیا بھر میں پوسٹل سیونگ بینک (پی ایس بی) کے ماڈلز

پی ایس بی ماڈل کا نام	بینکاری اختیارات	ملکیت / نگرانی	ڈاکخانے کا کردار	قرضے کی فراہمی	ممالک بطور مثال
پوسٹل سیونگ ڈپارٹمنٹ / بیورو	نہیں	محکمہ ڈاک	مکمل اپریشنل بنیاد	نہیں	چین (پی ایس بی سی سے پہلے)
ادارہ قومی بچت + پوسٹ آفس سیونگ بینک	جزوی	حکومت اور محکمہ ڈاک	ڈاکخانہ آپریشنل بنیاد اور ادارہ قومی بچت تک رسائی فراہم کرتا ہے	نہیں	پاکستان (2021-22ء تک)، بھارت
نیشنل سیونگ بینک ماڈل	ہاں	پوسٹ آفس سے الگ	ڈاکخانہ پی ایس بی کے ایجن کے طور پر کام کرتا ہے	ہاں	سری لنکا
نئے پوسٹل ادارے عبوری دور میں	محدود	عبوری (حکومت یا پوسٹ آفس کے تحت متعدد انتظامات کیے جا رہے ہیں)	فی الحال ارتقا پذیر ہے	کبھی کبھی	منگولیا، لاؤس
پوسٹ بینک ماڈل	ہاں	مرکزی بینک کے ضوابط کے تحت ایک آزاد بورڈ والی بینکنگ کارپوریشن	مکمل بینکاری سہولتیں دیتا ہے	ہاں	جاپان، کوریا، جرمنی، چین (پی ایس بی سی کے بعد)

Source: Scher and Yoshino (2004)

بازارِ سرمایہ بھی پوری طرح تشکیل نہیں پایا ہے کیونکہ سرمایہ کاروں کی تعداد محدود ہے، جو مارکیٹ کی سیالیت میں رکاوٹ ہے۔ بازارِ سرمایہ کی انتہائی کم رسائی اس طرح واضح ہے کہ پاکستان میں ہر 1000 بالغ افراد میں سے صرف پانچ خردہ سرمایہ کار ہیں، جبکہ ملائیشیا میں یہ تناسب 105، تھائی لینڈ میں 48، بھارت میں 33، اور بنگلہ دیش میں 25 ہے (ایس ای سی پی، 2020ء)۔ اگرچہ میوچل فنڈز کی صنعت میں فعال منفرد سرمایہ کاروں میں قابل ذکر اضافہ دیکھا گیا ہے، پھر بھی یہ ملک کے مجموعی مالی شعبے کا نسبتاً چھوٹا سا حصہ ہے۔ میوچل فنڈز اور بیمہ کمپنیوں سمیت یہ ادارہ جاتی سرمایہ کار دراصل مجموعی سرمایہ کاروں پر غالب ہیں۔ یہ خرید کر رکھنے کی حکمت عملی اپناتے ہیں، جو ثانوی بازار میں سیالیت کو روکتی ہے۔[79]

مزید بر آں، سرمایہ کاروں کی تعداد نہایت کم ہے کیونکہ آگاہی اور سرمایہ مارکیٹ کے بارے میں معلومات کی سطح کم ہے۔[80] پاکستان کے بازارِ سرمایہ میں ایسے آزاد مالی مشیروں کا فقدان ہے جو سرمایہ کاروں کی مؤثر اور غیر جانبدار رہنمائی کر سکیں۔ عالمی سطح پر آزاد مالی مشیر سرمایہ کاروں تک رسائی بڑھانے اور ان کی آگاہی بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[81]

نظم ونسق اور شفافیت کے مسائل نے بھی بازارِ سرمایہ میں سرمایہ کاروں کے اعتماد کو کمزور کیا ہے، جس سے ان کی افادیت اور شمولیت مزید متاثر ہوئی ہے (خان اور رحمان، 2021ء)۔ ادارہ جاتی سرمایہ کاروں اور اعلیٰ مالی حیثیت رکھنے والے افراد کا مارکیٹ پر اعتماد کم ہے، جس کا سبب بعض بروکروں کی دھوکہ دہی کی وجہ سے بننے والی سابقہ خراب شہرت اور 2000ء تا 2010ء کے دوران دیوالیے کے واقعات ہیں۔ اسٹاک مارکیٹ چند بڑے بروکریج ہاؤسز کے زیر اثر ہے اور ان کے اقدامات بازارِ سرمایہ کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ تاثر موجود ہے کہ اسٹاک ایکسچینج کی ڈی میوچلائزیشن کے باوجود چند بڑے بروکروں کا اب بھی اہم اثر ورسوخ برقرار ہے۔ مزید بر آں، اندرونی لین دین کے مسائل کو مناسب طور پر ضابطے میں نہیں لایا گیا ہے، جس کے نتیجے میں چھوٹے سرمایہ کار نقصان میں رہتے ہیں۔[82]

بیمہ اور پنشن کا کم استعمال

بیمہ اور پنشن کی صنعت باضابطہ مالی نظام کا ایک لازمی حصہ ہے کیونکہ بینکوں، سرمایہ منڈیوں، سرکاری اور نجی شعبے کے قرض گیروں، نیز افراد اور کمپنیوں کے ساتھ ان کے مضبوط روابط ہوتے ہیں۔ اپنی بڑی اور اکثر طویل مدتی سرمایہ کاری کی وجہ سے وہ

---

[79] Abbas and Badshah (2017)

[80] ایس ای سی پی کے 'جمع پونجی' آگاہی پروگرام اور پی ایس ایکس نالج سینٹر کے قیام کے باوجود، جو سرمایہ کاری کے کورسز، آگاہی ویبنار، اور مارکیٹ کے ماہرین کی قیمتی رہنمائی فراہم کرتا ہے، منفرد سرمایہ کاروں کی تعداد کم رہی ہے۔

[81] SECP (2020)

[82] PIDE (2020)

مالی نظام کے لیے استحکام کا ذریعہ بنتے ہیں، نیز سرکاری خسارے کی مالی معاونت کا ذریعہ بھی۔ وہ بینکوں کے لیے بھی ایکویٹی اور طویل مدتی قرضہ جاتی سرمائے کے ذرائع کے طور پر اہم ہیں۔ افراد اور کمپنیوں کے لیے بیمہ اور پنشن کی صنعت جبری بچت، کاروباری / عملی خطرات کے خلاف تحفظ، ذاتی صحت کو لاحق خطرات سے تحفظ، اور ریٹائرمنٹ کے بعد کی آمدنی میں معاونت کا کردار ادا کرتی ہے۔[83, 84]

پاکستان میں بیمہ صنعت کی رسائی کم ہے۔ ملکی جی ڈی پی میں بیمہ پریمیم کا تناسب تقریباً 0.7 فیصد ہے، جو ہم پلہ ممالک میں پست ترین تناسب میں سے ایک ہے (**شکل 6.33**)۔ بیمہ کی density بھی یہی صورتِ حال بیان کرتی ہے جو 2022ء میں فی کس تقریباً 14 امریکی ڈالر کے برابر تھی، جبکہ بھارت میں یہ 82 امریکی ڈالر اور ترکی میں 134 امریکی ڈالر ہے۔ پاکستان میں بیمہ شدہ گاڑیوں کا تناسب بھی بہت کم یعنی صرف 3 فیصد ہے، جبکہ یوگینڈا میں 89 فیصد، سری لنکا میں 73 فیصد، بھارت میں 43 فیصد اور بنگلہ دیش میں 36 فیصد ہے۔[85] اس ناقص کارکردگی کی وجہ سے طویل مدتی بچت کا ایک اہم ذریعہ نظر انداز ہو چکا ہے، جس سے مجموعی سطح پر سرمایہ کاری کی نمو متاثر ہوتی ہے اور گھرانے دھچکے سہنے کے لیے غیر محفوظ رہ جاتے ہیں۔

پاکستان میں بیمہ اور پنشن کی موجودہ صورت حال کی کئی وجوہات ہیں، جن میں سب سے اہم وجہ کا تعلق ضوابطی ماحول سے ہے۔ جن ممالک نے کامیابی کے ساتھ بیمہ اصلاحات کیں، انہوں نے یہ کام بیمہ اور پنشن کو لازمی بنا کر کیا۔[86] مثال کے طور پر، دنیا کے متعدد ممالک میں بغیر موٹر بیمہ کے گاڑی چلانا ممکن نہیں۔ پاکستان میں تھرڈ پارٹی موٹر انشورنس کا قانون موجود ہے لیکن اس پر عملدرآمد مناسب طریقے سے نہیں کیا گیا، جس کی وجہ سے بیمہ شدہ گاڑیوں کا فیصد نہ ہونے کے برابر ہے۔[87]

شکل 6.33: 2023ء میں انشورنس پریمیم

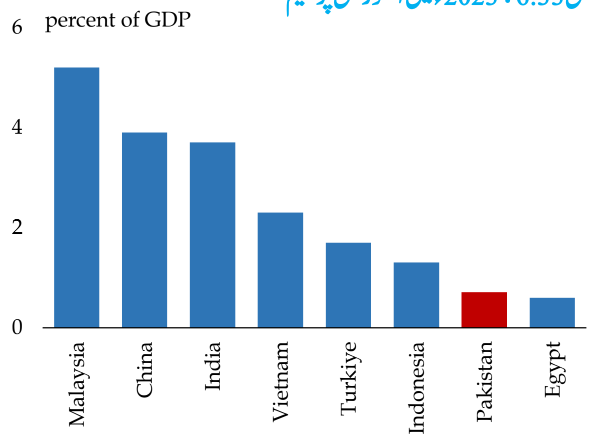

Source: Swiss Re Institute Sigma 03/24

اسی طرح، مزدوروں کا بیمہ صرف نسبتاً بڑے کاروباری اداروں کے لیے لازمی ہے، جبکہ اقتصادی کتب کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کاروباری ادارے جو ای او بی آئی یا ملازمین کے سماجی تحفظ کے صوبائی اداروں (ای ایس ایس آئی) کے ذریعے مزدوروں کا بیمہ کرانے کے پابند ہیں، وہ غیر مؤثر عملدرآمد کی وجہ سے اس ذمہ داری سے بچ نکلتے ہیں۔ لازمی صحت انشورنس کا دائرہ کار بھی کافی وسیع نہیں ہے، اور نہ ہی اسے ہر جگہ یکساں طور پر نافذ کیا گیا ہے۔[88]

ریاستی سطح کے حالیہ چند پروگراموں، جیسے کہ "صحت سہولت پروگرام" کو مستثنیٰ کر کے، بیمہ اور پنشن پر حکومت کی توجہ کم رہی ہے، اور یہ اب بھی اس کی معاشی پالیسی میں مناسب طور پر شامل نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر، بے ضابطہ معیشت کو کنٹرول کرنے کی پالیسی بنیادی طور پر ٹیکس وصولی کے نقطہ نظر سے دیکھی جاتی ہے،

[83] ECB (2009)

[84] بیشتر انسانی تاریخ کے دوران بزرگوں کی خدمت پشت ہاپشت خاندانی تعاون کے ذریعے اور ساتھ ہی مشترکہ اور توسیعی خاندانی نظام کے ذریعے کی جاتی تھی۔ تاہم، اقتصادی اور سماجی تبدیلیوں کی وجہ سے بزرگوں کی مدد آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے، حتیٰ کہ پاکستان جیسے ممالک میں بھی، جبکہ یورپ اور دیگر نہایت ترقی یافتہ معیشتوں میں یہ سلسلہ پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ بزرگوں کی طویل عمر اور بچوں کی کم تعداد بھی اس رجحان میں حصہ ڈال رہی ہے، جس کی وجہ سے بیمہ اور پنشن اسکیموں کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ ماخذ: مامون اور حسین (2025)

[85] CCP (2025); SECP (2025)

[86] پاکستان میں غیر حیاتی بیمہ کا بڑا حصہ بینکوں کے زیرِ اثر ہے (جو قرضہ لینے والوں کی گاڑیاں، پلانٹ وغیرہ کا بیمہ کرتے ہیں) اور برآمداتی کمپنیاں جن کے غیر ملکی خریدار اکثر منصفانہ خریداری پالیسیوں کے تحت لیبر انشورنس کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لہٰذا، چونکہ بینک قرضے بڑی کمپنیوں پر مرکوز ہیں، چھوٹے کاروبارے ادارے انشورنس لینے پر مجبور نہیں ہوتے۔

[87] Mahmood and Nasir (2008); SECP (2023a); Mamun and Hossain (2022)

[88] ایضاً

نہ کہ بیمہ یا سماجی تحفظ کے طور پر، یعنی لاکھوں کارکنوں کی حفاظت کا انتظام جنہیں مختلف قسم کے دھچکوں جیسے صحت اور آمدنی کے دھچکے، منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کو ہونے والے حادثات وغیرہ کے خطرات رہتے ہیں۔[89, 90]

ادارہ جاتی نقطہ نظر سے اس صنعت پر 2000ء تک کسی حکومت کی پالیسی توجہ نہیں تھی، جس کے دوران یہ صنعت وزارتِ تجارت کے کنٹرولر آف انشورنس کے زیرِ انتظام تھی، جس کے نتیجے میں تقسیم کاری اور بے عملی پائی گئی۔ 2000ء میں بیمہ کے ضوابطی اختیارات ایس ای سی پی کو سونپے گئے، جس نے مختلف قوانین، ضوابط، رہنما اصول اور ہدایات جاری کیں۔[91]

بیمہ اور پنشن کی کم رسائی کی ایک اور وجہ آگاہی کا فقدان بھی ہے۔ مثال کے طور پر، زیادہ تر گاڑی کے مالکان موٹر وہیکل انشورنس کو غیر ضروری اخراجات سمجھتے ہیں، اور مالی اور قانونی نتائج کی پروا نہیں کرتے، خاص طور پر اس صورت میں کہ انہیں کبھی حادثہ نہ ہوا ہو۔[92] مزید بر آں، لوگوں کی بڑی تعداد تقدیر کے لکھے کو برحق سمجھتی ہے، چنانچہ یہ سوچ مذہبی تحفظات کے ساتھ مل کر بیمہ اور پنشن حاصل کرنے میں بڑی رکاوٹ بنتی ہے۔[93]

یہ ضروری نہیں کہ لوگ بیمہ اور پنشن جیسی مصنوعات کی خواہش رکھتے ہوں۔ یہ دراصل ان کی ضرورت کی چیز ہے۔[94] ریاست کو آخر کار ان ضروریات کو پورا کرنا ہوگا۔ اسے یہ کام ایک منظم بیمہ اور پنشن صنعت قائم کرکے کرنا چاہیے، نہ کہ عوامی خیرات اور سماجی تحفظ کے اداروں کے ذریعے۔ پاکستان کی زیادہ تر آبادی فی الحال نوجوان ہے، اور موجودہ نمو کے رجحان کے پیشِ نظر مستقبل میں بھی ممکنہ طور پر ایسا ہی رہے گا۔ تاہم، 30 سال میں 65 سال یا اس سے زیادہ عمر کے افراد کا کل آبادی میں تناسب موجودہ 4.3 فیصد سے بڑھ کر 7.2 فیصد تک پہنچنے کا امکان ہے (**شکل 6.34**)۔[95] یہ تقریباً 28 ملین افراد بنتے ہیں۔[96] چونکہ پنشن (annuity) جمع کرنا نسبتاً طویل مدتی عمل ہے، پاکستان کی بیمہ اور پنشن صنعت کو ابھی سے فعال ترقی کی ضرورت ہے تاکہ وہ ان تخمینوں سے نمٹ سکے۔

شکل 6.34: متوقع معمر آبادی

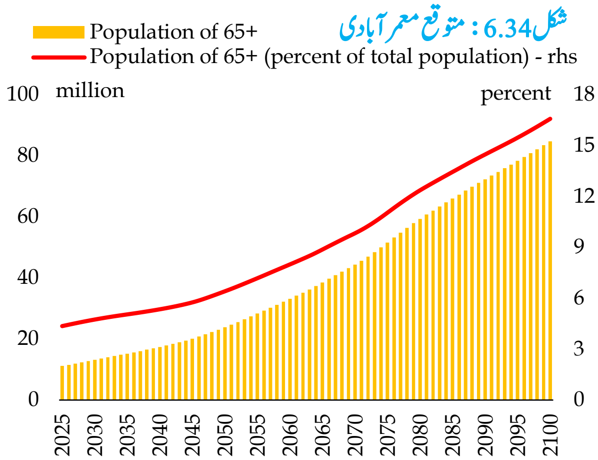

Source: UN Population Division

[89] ایل ایف ایس کے مطابق، ملک میں کام کرنے والے غیر زرعی کارکنوں کا 72.5 فیصد بے ضابطہ شعبے میں ملازمت کرتا ہے، جبکہ شہری علاقوں میں بے ضابطہ مزدوری کا تناسب 68.5 فیصد ہے۔ ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات (2021)

[90] سرکاری پالیسی میں بیمہ کی کم شمولیت کا ایک اہم ثبوت آفات کے انتظام اور زرعی بیمہ کے معاملے میں ملتا ہے۔ سب سے بڑی قدرتی آفات کی لاگت حکومت کے کھاتوں میں رکھی جاتی ہے اور اس کے لیے آفت کے خطرے کے صرف معمولی سطح کے انشورنس آلات بنائے گئے ہیں۔ یہ محدود بیمہ بھی جامع نہیں ہے کیونکہ زیادہ تر پریمیم کارپوریٹ شعبے سے آتے ہیں، جو کہ آفت کے خطرے کی بیمہ کوریج کے سب سے بڑے فائدہ اٹھانے والے ہیں (UNDP, 2024)۔ مزید بر آں، آفات کا انتہائی غیر متوقع ہونا بھی بیمہ کمپنیوں میں بے رغبتی پیدا کرتا ہے، جبکہ خاص طور پر زرعی بیمہ میں بیمہ کی ادائیگی کے حوالے سے بے یقینی بھی بیمہ مارکیٹ کی ترقی میں سب سے بڑا چیلنج بنی ہوئی ہے۔

[91] سی سی پی (2024)، ضوابطی اختیارات کا غیر بینکاری مالی ضوابطی اتھارٹی کو منتقل کرنا ایشیا کی ادارہ جاتی روایات کے مطابق ہے۔ تاہم، کچھ ملکوں، جیسے بھارت، بنگلہ دیش اور سری لنکا نے آزادانہ بیمہ کی تشکیل اور ضوابطی ادارے قائم کیے ہیں۔ ماخذ این آر ایف (2024)

[92] SECP (2023a)

[93] Waheed)2009(

[94] اسٹیٹ بینک کے پلس سروے 2025ء کے مطابق، بچت کرنے والے 67 فیصد جواب دہندگان نے کہا کہ ان کی بچت کا بنیادی مقصد آمدنی / صحت کو لگنے والے ممکنہ دھچکوں سے بچنا تھا، اور 42 فیصد نے کہا کہ وہ ریٹائرمنٹ کے لیے بچت کر رہے ہیں۔ یہ امر بیمہ اور پنشن مصنوعات کی پوشیدہ طلب کی نشاندہی کرتا ہے۔

[95] یو این پاپولیشن ڈویژن پر مبنی اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے۔

[96] تناظر کی خاطر بتانا ہے کہ، توقع ہے کہ 30 سال بعد بڑھاپے کی آبادی سری لنکا کی موجودہ کل آبادی سے زیادہ ہوگی، اور بی آئی ایس پی کے موجودہ استفادہ کنندگان کی تعداد سے تقریباً تین گنا زائد ہوگی (31 مارچ 2025ء تک 9.87 ملین استفادہ کنندگان)۔ ماخذ: یو این پاپولیشن ڈویژن، وزارتِ خزانہ (2025)۔

اس کے لیے بہت سی قانونی اور ضوابطی اصلاحات کی ضرورت ہے، جن میں سب سے اہم لازمی بیمہ اور پنشن کو توسیع دینا اور اس کا نفاذ شامل ہے۔ سابقہ تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے اقدامات کے لیے صوبائی حکومتوں کے ساتھ قریبی اشتراک کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ نفاذ میں ان کا کردار اہم ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بھارت میں، جہاں 2018ء میں موٹر گاڑیوں کا بیمہ نسبتاً کم تھا، موٹر گاڑیوں کی انشورنس میں نمایاں اضافہ اس وقت دیکھا گیا جب ریاستی اور یونین علاقوں نے بیمہ تحفظ کے لیے وقتاً فوقتاً چیکنگ شروع کی اور بیمہ نہ کرانے والوں کی گاڑیوں کو ضبط کر لیا۔[97] دیگر انشورنس اور پنشن مارکیٹوں میں بھی اسی طرح کی اصلاحات کی ضرورت ہے، جیسے کہ ای او بی آئی اور صوبائی ای ایس ایس آئیز۔

ان اصلاحات کے ساتھ ساتھ سرکاری اور نجی شعبے کی طویل مدتی قرضہ تمسکات کے لیے ایک فعال بانڈ مارکیٹ بھی تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ یہ اس لیے اہم ہے کہ بیمہ اور پنشن کی صنعتوں کو عمر بھر ادائیگیاں کرنا ہوتی ہیں، جن کے لیے طویل مدتی بانڈز میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سرکاری قرضہ دفتر کے لیے بھی ایک اچھا موقع ہو سکتا ہے، کیونکہ 2023ء تک بیمہ صنعت کی تقریباً 85 فیصد سرمایہ کاری سرکاری تمسکات میں تھی۔[98]

اس صنعت کی ترقی کے لیے ثقافتی اور مذہبی غلط فہمیوں کو دور کرنے، اور بیمہ اور پنشن مصنوعات کے فوائد سے لوگوں میں آگاہی بڑھانے کے لیے مہمات کی بھی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے گزشتہ 19 سال میں تکافل کی نمو امید افزا ہے۔ عمومی تکافل 2006ء میں شروع ہوئی جس کے بعد غیر حیاتی بیمہ صنعت میں اس کا حصہ 11 فیصد ہو چکا ہے، اور وفاقی شریعت عدالت کے فیصلے اور 2027ء تک اقتصادی تبدیلی کی پیروی میں ایس ای سی پی مارکیٹ میں تکافل کا دائرہ مزید وسیع کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔[99]

مالی خدمات بذریعہ ڈاکخانہ: مالی شمولیت میں نظر انداز شعبہ

عالمی سطح پر پوسٹل نیٹ ورک مالی شمولیت بڑھانے اور گھریلو بچت کو اکٹھا کرنے میں بدستور اہم کردار ادا کر رہے ہیں، خاص طور پر دیہی، کم آمدنی والے، اور روایتی طور پر پسماندہ علاقوں میں۔ پوسٹل بینکوں کی اثر انگیزی میں کئی مشترکہ خصوصیات کا عمل دخل ہے: حکومت کی سرپرستی اور تحفظ، ہر جگہ دستیابی، کم لاگت میں شمولیت، اور عوام کا بھروسہ۔ کہ جب کسی ملک کی کل مالی بچت میں ان ڈاکخانوں شراکت کم ہو، تب بھی ان کی مالی خدمات بچت کی عادت اور ثقافت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ جاپان، بھارت، چین، اور فرانس جیسے ممالک میں، پوسٹل سیونگ ادارے نہ صرف بڑے پیمانے پر سرکاری بچت کو اکٹھا کرتے ہیں بلکہ دیہی اور پسماندہ علاقوں کی اقتصادی ترقی میں بھی تعاون کرتے ہیں۔[100]

مثال کے طور پر، جاپان پوسٹ بینک جو دنیا کے سب سے بڑے پوسٹل سیونگ کے اداروں میں سے ایک ہے، جاپان کے گھریلو ڈپازٹس کا تقریباً 20 فیصد جمع کرتا ہے جس میں سیال اور میعادی بچت کی مصنوعات کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان مصنوعات کو سرکاری ضمانت حاصل ہوتی ہے۔ چین میں، پوسٹل سیونگ بینک آف چائنا کو 2007ء میں ادارہ بنایا گیا تاہم پوسٹل بچت کا سلسلہ 1919ء سے جاری ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یہ بینک چین کے گھریلو ذاتی ڈپازٹس کا 10.7 فیصد جمع کرتا ہے۔ فرانس میں، 'لا بینک پوسٹل' پوسٹل سیونگ بینک ہے جو مقامی محکمہ ڈاک کے تحت کام کرتا ہے۔ اس کے پاس 2024ء میں فرانس کی گھریلو بچت کا 10.8 فیصد جمع تھا۔ بھارت میں تمام جدولی کمرشل بینکوں کے پاس گھریلو بچت کے جتنے بھی ڈپازٹس ہیں ان کا 2 فیصد انڈیا پوسٹ پیمنٹس بینک نے جمع کیا۔ یہ 2023ء کے اعدادوشمار ہیں۔ حالانکہ انڈیا پوسٹ پیمنٹس بینک کے ایک ریگولر / پریمیم سیونگ اکاؤنٹ پر ایک بالائی حد عائد ہے، اور ضوابط کے تحت اس سے زائد رقم جمع نہیں کرائی جاسکتی۔ اس کے باوجود، اس نے بچت کی عادت پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔[101]

[97] SECP (2023a)

[98] SECP (2023b)

[99] SECP (2025)

[100] Ahmed et al. (2020); WB)2021(; UPU (2023); ADB (2018); WB (2006)

[101] MoF (2024; RBI (2023); La Poste Group (2024) and BdF (2024); PSBC (2024); JPB (2024)

پوسٹل مالی خدمات کے متعدد ماڈلز عالمی سطح پر اپنائے گئے ہیں اور وقت کے ساتھ ان میں ارتقا ہوا ہے۔ مثال کے طور پر، جاپان اور چین نے ابتدا میں ڈاک کے محکموں کے تحت کام کیا جن کا دائرہ محدود تھا، یعنی وہ بچت کی رقم جمع کرتے تھے، قرض نہیں دیتے تھے۔ تاہم، دونوں ممالک نے 2007ء میں اپنے پوسٹل مالی ماڈلز کی تنظیم نو کی، اور اپنے ان پوسٹل اداروں کو مرکزی بینک کے تحت مکمل لائسنس یافتہ بینک میں تبدیل کر دیا، جس سے یہ بچت اور قرض کی خدمات دونوں فراہم کرنے کے قابل ہو گئے (**جدول 6.2**)۔

پاکستان میں 'پاکستان پوسٹ سیونگز بینک' 22-2021ء میں بند ہونے تک محکمہ ڈاک کے ایک شعبے کے طور پر کام کرتا تھا۔ اس بینک نے مالی شمولیت بڑھانے اور قومی بچت کو اکٹھا کرنے میں اہم کردار ادا کیا، خاص طور پر پسماندہ آبادیوں میں۔ جب یہ بند ہوا تب اس کے تقریباً 1.9 ملین انفرادی بچت اکاؤنٹس تھے، جبکہ 35 جدولی بینکوں کے اوسطاً 5.7 ملین (بچت اکاؤنٹس) تھے۔[102] اس کے پاس تقریباً 108 ارب روپے کے ڈپازٹس اور مزید 12 ارب روپے کے بچت سرٹیفکیٹ موجود تھے۔[103] اگرچہ یہ جدولی بینکوں کے اوسط بچت ڈپازٹ 234 ارب روپے سے کم تھے، تاہم اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ یہ بینک اس رقم کو متنوع اور پسماندہ طبقوں اور علاقوں سے جمع کرنے میں کامیاب رہا تھا، اس میں وسائل جمع کرنے کی بڑی گنجائش موجود تھی۔

'پاکستان پوسٹ سیونگز بینک' 2021ء میں پاکستان پوسٹ کی 2,783 مرکزی شاخوں/ ذیلی دفاتر کے ذریعے، جو زیادہ تر شہری علاقوں میں واقع تھے، اکاؤنٹ پر مبنی اور سرٹیفکیٹ پر مبنی دونوں طرح کی بچت مصنوعات پیش کر رہا تھا۔ یہ مرکزی شاخیں/ ذیلی دفاتر 2021ء میں کسی بھی جدولی بینک کے برانچ نیٹ ورک سے زیادہ تعداد میں تھیں، اور آج بھی ہیں۔ اس وسیع تر دستیابی نے پاکستان پوسٹ سیونگز بینک کو بچت کے فروغ کا ایک اہم ادارہ بنا دیا تھا۔ یہ مرکزی شاخیں/ ذیلی دفاتر پاکستان پوسٹ کے وسیع مادی (یا طبیعی) انفراسٹرکچر کا حصہ ہیں جس میں کل 13,419 شاخیں شامل ہیں، اور ان میں سے 87 فیصد دیہی اور نیم شہری علاقوں میں واقع ہیں۔ چنانچہ پاکستان پوسٹ ملک کا سب سے زیادہ وسیع جغرافیائی رسائی رکھنے والا ادارہ ہے۔ اس کے برانچ نیٹ ورک کا مجموعی حجم 2021ء میں پاکستان کے 15 سب سے بڑے بینکوں کے مجموعی برانچ نیٹ ورک کے برابر تھا۔

پاکستان پوسٹ سیونگز بینک (پی پی ایس بی) کو مناسب پالیسی معاونت، بہدف سرمایہ کاری، اور ادارہ جاتی تنظیم نو کے ذریعے 'پوسٹ بینک' ماڈل میں تبدیل کر کے اس وسیع برانچ نیٹ ورک کو اس طرح استعمال کیا جا سکتا تھا کہ وہ پورے ملک میں بچت مصنوعات پیش کرنے والا اسٹریٹجک ادارہ بن جاتا۔ تاہم، یہ اس مرحلے تک نہیں پہنچ سکا، کیونکہ اینٹی منی لانڈرنگ / دہشت گردوں کی مالی مدد کے حوالے سے ضوابط کی تعمیل میں فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (ایف اے ٹی ایف) کو تشویش لاحق تھی، اور یہ بینک ڈیجیٹائزڈ مالی لین دین میں پیچھے تھا۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے 'گرے لسٹ' میں رہنے کا خطرہ کم کرنے کی غرض سے پی پی ایس بی کو مرحلہ وار بند کرنے کا فیصلہ کیا اور پاکستان پوسٹ کو ہدایت کی کہ وہ ڈپازٹرز کی بچت کی رقوم مرکزی محکمہ قومی بچت کو منتقل کرے۔[104]

پی پی ایس بی کے تاریخی کردار اور وسیع رسائی کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اس کی بندش دراصل اس امر کو اجاگر کرتی ہے کہ اس میں اہم ادارہ جاتی اور ضابطہ جاتی خلا موجود تھے جن کو دور کرنے کے لیے ہدفی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ان میں سب سے اہم پاکستان پوسٹ کی برانچوں کے وسیع نیٹ ورک کی ڈیجیٹلائزیشن ہے۔ اس طرح ایف اے ٹی ایف کی طرف سے طویل عرصے سے موجود تعمیل کے مسئلے کو حل کرنے میں مدد ملے گی۔ اس مقصد یعنی آٹومیشن کے لیے پاکستان پوسٹ نے 2015ء میں ایک منصوبہ شروع کیا تھا جس کے تحت کوریا کے ایکسیم بینک سے 2022ء میں قرض ملا تھا۔[105] چنانچہ اس بات پر غور کرنا مفید ہو سکتا ہے کہ پاکستان

---

[102] PP (2022); SBP (2021b)

[103] پاکستان پوسٹ نے حکومت پاکستان کے لیے سیونگ بینک میں 108 ارب روپے کی جمع رقوم سنبھالی، جبکہ مرکزی محکمہ قومی بچت کی طرف سے ذمہ داری نبھاتے ہوئے 12 ارب روپے کے سیونگ سرٹیفکیٹ بھی رکھے۔

[104] پاکستان کو جون 2018ء میں ایف اے ٹی ایف گرے لسٹ میں شامل کیا گیا تھا، جس میں 40 سے زائد سفارشات تھیں، ان میں سے 14 پاکستان پوسٹ سے متعلق تھیں۔ ایف اے ٹی ایف گرے لسٹ سے بچنے کے لیے، حکومت پاکستان نے نومبر 2020ء میں پاکستان پوسٹ کے زیر انتظام سیونگ بینک بند کرنے اور اسے مرکزی محکمہ قومی بچت کو منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔

[105] وزارتِ خزانہ (2023)

پوسٹ کی ڈیجیٹلائزیشن کو 'اپنے صارف کو جانیے' (کے وائی سی) کے ایک مشترکہ پورٹل کے ساتھ مکمل کیا جائے تاکہ رقم کا پراسیس ہموار بنایا جاسکے اور مالی شعبے کے رابطوں کے تمام مقامات پر صارفین کے لیے زیادہ آسانی فراہم کی جاسکے۔

تاہم، ڈیجیٹلائزیشن اس سمت میں صرف پہلا قدم ہوگا۔ نظم و نسق کی ساختی اصلاحات بھی لازمی ہیں۔ ممکنہ طور پر خود پی پی ایس بی کی تنظیم نو بھی ان اصلاحات میں شامل ہوسکتی ہے، تاکہ یہ پاکستان پوسٹ کے طبیعی ڈھانچے سے فائدہ اٹھا سکے، لیکن یہ وزارت مواصلات کے بجائے وزارت خزانہ کو جواب دہ ہو۔ اسے ایک زیادہ مناسب اور معتبر پالیسی اور ضوابطی فریم ورک کے لحاظ سے مستحکم کرنے میں وزارتِ خزانہ بھی مدد دے سکتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹلائزیشن اور بہتر نظم و نسق جیسی مرکوز کوششیں کی جائیں تو پی پی ایس بی کو متعلقہ ضوابط کے تحت ایک خصوصی بینکاری یا غیر بینکاری مالی ادارے میں بھی ڈھالا جاسکتا ہے۔

6.5 اختتامی کلمات

پاکستان کی گھریلو بچتیں کم رہی ہیں جو ناساز گار اقتصادی ماحول، مارکیٹ اور پالیسی میں بے قاعدگیوں، اور مالی مارکیٹ کی تشکیل پر ناکافی توجہ کا نتیجہ ہیں۔ پاکستان کی فی کس آمدنی میں مستقل اضافہ نہیں ہوا ہے، بلند مہنگائی کے ادوار بار بار آتے رہے چنانچہ بچت کی رقم گھٹتی رہی۔ اس صورت حال کو مارکیٹ میں بے قاعدگیوں اور باضابطہ مالی شعبے کی پست ترقی نے مزید بدتر بنایا، جس کی وجہ سے مالی بچتوں کی نمو رک گئی اور بے ضابطہ مارکیٹیں تیزی سے بڑھیں، جن کی نوعیت بیشتر سٹہ بازانہ اور غیر پیداواری تھی۔ مستحکم ملکی بچتوں کی عدم موجودگی میں پاکستان نے بیرونی بچتوں پر ضرورت سے زیادہ انحصار کیا، جس نے بلند لیکن ایسی ناپائیدار نمو کے ادوار کو تقویت دی جو صَرف پر مبنی تھی۔

پاکستان کی مجموعی بچت کی شرح ایسے ممالک کے گروپ میں سب سے کم ہے جن کی معاشی خصوصیات پاکستان سے ملتی جلتی ہیں، جیسے پست متوسط آمدنی، مالی ترقی کی پست سطح، اور زیادہ مہنگائی، نوجوانوں پر انحصار اور بے ضابطہ معیشت۔ یہ بات نہ صرف ان معاشی خصوصیات کے باہمی اثر کو ظاہر کرتی ہے بلکہ یہ سماج میں بچت کی کمزور عادت اور کلچر کا بھی اظہار ہے۔ بہرحال، یہ ضروری ہے کہ ریاست مجموعی بچت کو بڑھانے کے لیے جامع اور فوری پالیسی اقدامات کرے۔ بچت میں اضافہ اسی وقت ممکن ہے جب فی کس آمدنی میں مستقل اضافہ ہوتا رہے، قیمتیں مستحکم ہوں، اور سرکاری شعبے میں زیادہ بچت کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اہم ساختی اقدامات بھی ضروری ہیں، جیسے کہ آبادی کی شرح نمو کم کرنا، نوجوانوں پر انحصار کم کرنا اور انسانی وسائل پر سرمایہ لگانا۔

بڑے پیمانے کے ان عوامل کے علاوہ معیشت کو باضابطہ شکل دینا اور بچت پر پالیسی توجہ دینا انتہائی ضروری ہے۔ منقولی شواہد اور تخمینے ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان میں ایک بڑی اور بے ضابطہ معیشت موجود ہے جس میں بے ضابطہ بچت کا بھی ایک ذخیرہ موجود ہے۔ یہ مختلف منفی ترغیبات اور پالیسی کے نقائص کا نتیجہ ہیں جن کے سبب باضابطہ معیشت میں سے اہم ترقیاتی محرکات، جیسے کہ نجی اور سرکاری شعبے کو قرضہ دینے والی رقم، خارج ہو جاتی ہیں۔ ان رقوم کا رُخ باضابطہ شعبے کی طرف موڑنے کے لیے کئی اقدامات ضروری ہیں، جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ مالی شعبے کی موجودگی اور رسائی کو بڑھایا جائے۔

مالی بچت کی ترغیب کو بہتر بنانے کے لیے پالیسی پر توجہ درکار ہے، جس میں منافع، بچت اسکیموں تک رسائی اور مختلف عمر کے افراد کی مخصوص ضروریات اور محرکات کے مطابق ڈھلنے کی صلاحیت شامل ہے۔ موجودہ صورت حال میں مستعدی اور جدت کا فقدان اس امر سے ظاہر ہے کہ بینک ڈپازٹس اور مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کا باہمی تناسب گر رہا ہے، جو ہم پلہ معیشتوں کے مطابق نہیں ہے۔ اسی طرح، سرمایہ منڈیوں میں گہرائی نہیں ہے جن میں سرمایہ کاروں کی تعداد کم ہے اور ایکویٹی بھی اور قرضہ جاتی کی مالی سرگرمیاں بھی محدود ہیں۔ نیز، ہم پلہ معیشتوں کے مقابلے میں، جی ڈی پی میں انشورنس پریمیم کا پست تناسب بھی باضابطہ مالی بچت کے اداروں کی کم رسائی کو ظاہر کرتا ہے۔

ان میں سے ہر ایک مالی منڈی میں منظم اصلاحات اور اختراعات کے ذریعے باضابطہ مالی بچت کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، پوسٹل بینکنگ مالی خدمات سے نیم محروم علاقوں میں باضابطہ بچت کو فروغ دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ پاکستان پوسٹ سیونگ بینک کے سابقہ ریکارڈ، اور بہت سے ممالک میں پوسٹل سیونگ اداروں کے

کامیاب ماڈلز کو دیکھتے ہوئے جی ڈی ایس کی نمو کو تیز کرنے اور بچت کی عادت کو فروغ دینے کی تحریک ملنی چاہیے۔ مختلف ممالک کی مثالیں یہ بھی ظاہر کرتی ہیں کہ لازمی بیمہ اور پنشن اسکیموں جیسے جبری بچت کے طریقے معیشت میں بچت کا کلچر فروغ دینے میں اہم ہیں۔

مزید برآں، مالی مشیروں اور منصوبہ سازوں کے لیے ایک مارکیٹ تیار کرنے کی ضرورت ہے جو مختلف نوعیت کے اثاثے رکھنے والے طبقوں کو مالی منصوبہ بندی پر مشورہ دیں۔ اس کے علاوہ، بینکاری شعبے کو سُست بینکاری سے نکلنا چاہیے اور اس کے بجائے قرض دینے اور ڈپازٹ جمع کرنے پر فعال ہونا چاہیے۔ ان دونوں شعبوں میں بینکاری شعبے کی طرف سے زیادہ حقیقی منافع دینے، اور بینکاری خدمات / مصنوعات میں توسیع کی ضرورت ہے۔ مالی شمولیت میں اضافے کے لیے ٹیکس پالیسی میں نقائص، جیسے بینکاری شعبے پر ود ہولڈنگ ٹیکس، کو واپس لینا بھی ضروری ہے۔

بچت میں مستقل اضافے کو یقینی بنانے کے لیے پالیسی کی یکسو کوششوں کی ضرورت ہے، جن میں بچت کے رویوں کے بارے میں گہری تفہیم بھی موجود ہو۔ پاکستان میں بچت میں رکاوٹ بننے والے متعدد مسخ شدہ عوامل کو حل کرنے کے علاوہ، اس پر بھی توجہ دی جانی چاہیے کہ وہ معیاری عوامل کون سے ہیں جو بچت کے کلچر اور اس کے رویوں میں بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پاکستان کی بے ضابطہ معیشت کے سیاق وسباق میں پالیسی کے طرز فکر پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بنیادی توجہ تادیبی اقدامات پر دینے کے بجائے، باضابطہ معیشت کی راہ میں حائل مسخ شدہ عناصر اور نقائص کو دور کیا جانا چاہیے۔

یہ بات بھی اتنی ہی اہم ہے کہ بچت کو آسان اور سہل بنانے والے اقدامات کیے جائیں تاکہ باضابطہ بچت کی ترغیب دی جا سکے، نہ کہ بے ضابطہ غیر مالی منڈیوں میں بچت یا سٹہ بازانہ سرگرمیوں کی طرف رجحان بڑھایا جائے۔ مثال کے طور پر، جائیداد اور سونے کی منڈیوں میں اہم پالیسی اور ضوابطی اصلاحات منافع بخش ثابت ہو سکتی ہیں۔ ان کی معاونت کے لیے جدت طرازی کی جا سکتی ہے، جیسے سونے اور جائیداد کے لیے جزوی آلات، مثال کے طور پر، ریئل اسٹیٹ انویسٹمنٹ ٹرسٹ (آر ای آئی ٹی) اور گولڈ فنڈز۔ اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ بچت کا ایک جامع روڈ میپ بنایا جائے اور اس میں مقامی بچت کو بڑھانے کے لیے اہم طویل مدتی اقدامات تفصیل سے پیش کیے جائیں۔ اس غرض سے مالی خواندگی بڑھانے، بچت کا کلچر پیدا کرنے، رسائی میں بہتری لانے اور باضابطہ مالی خدمات پر اعتماد بڑھانے کے لیے چھوٹی سطح پر اقدامات بھی ضروری ہیں، تاکہ پاکستان میں مقامی بچت کو متواتر بڑھایا جا سکے۔

باکس 6.1: پاکستان میں بچتوں کی سرکاری پیمائش: طریقے، چیلنج اور ہم پلہ ملکوں کی روایات[106]

بچت کی پیمائش تصوراتی طور پر تو سیدھی سادی ہے لیکن عملی طور پر مشکل ہے۔ ادارہ جاتی صلاحیت میں فرق؛ ڈیٹا کا محدود ہونا؛ اور مختلف ممالک میں درجہ بندی کے مختلف طریقے رائج ہونا بین الملکی موازنے کو مشکل بناتے ہیں۔ اس لیے اس باکس میں بچت کی پیمائش کے مختلف طریقوں کا موازنہ کیا گیا ہے، جبکہ اس پیمائش میں درپیش چیلنجوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ ہم پلہ معیشتوں میں رائج بہترین طریقوں کی بھی نشاندہی کی جا رہی ہے، جن پر غور کر کے ڈیٹا تیار کرنے کا عمل بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

کسی بھی معیشت میں قومی بچت کا تخمینہ لگانے کے دو بنیادی طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ، جسے کموڈیٹی بیلنس میتھوڈولوجی (سی بی ایم) کہا جاتا ہے، قومی اور حالیہ حسابات کی بنیاد پر مجموعی بچت کو ناپتا ہے؛ دوسرا طریقہ کیپیٹل اینڈ فنانشل بیلنس میتھوڈولوجی (سی ایف بی ایم) ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، رقوم کے بہاؤ کے اکاؤنٹ (ایف ایف اے) سے حاصل شدہ خالص دولت میں ہونے والی تبدیلی کی صورت میں بچت کو ناپتا ہے۔ نظری طور پر، دونوں طریقوں سے حاصل حتمی تخمینے یکساں ہونے چاہئیں۔ تاہم، عملی طور پر، کئی معیشتوں میں دونوں طریقوں سے حاصل شدہ تخمینے مختلف ہوتے ہیں، اور کبھی کبھار تو ان میں بڑا فرق بھی ہوتا ہے، کیونکہ سرمائے کی منتقلی اور کیپیٹل گین اور مہنگائی اور شرحِ مبادلہ شرح سے ہونے والے نقصانات کو کئی صورتوں میں سی ایف بی ایم طریقے میں شامل نہیں کیا جاتا۔

[106] اس باکس کی تیاری میں سے Schmidt-Hebbel, K., & Servén, L. (1999) خاصی مدد لی گئی ہے۔ اس میں بچت کی پیمائش کے لیے تفصیلی طریقہ کار تیار کرنے پر، اور پاکستان جیسے ترقی پذیر ملکوں میں بچت کا تخمینہ لگانے میں نظری اور عملی چیلنجوں دونوں پر بحث کی گئی ہے۔

کموڈیٹی بیلنس میتھوڈولوجی: سی بی ایم طریقہ کار بچت کی دو شناختوں پر انحصار کرتا ہے۔ پہلی شناخت میں مجموعی بچت قومی حسابات کے سسٹم (ایس این اے 2008ء) کے مطابق ناپی جاتی ہے۔ اس سسٹم کے تحت، قابلِ استعمال آمدنی کا جو حصہ حتمی استعمال پر خرچ نہیں کیا جاتا اسے مجموعی قومی بچت مانا جاتا ہے۔[107] دوسری شناخت میں، سرمائے کی مجموعی تشکیل میں سے غیر ملکی بچت (کرنٹ اکاؤنٹ بیلنس کا متضاد عمل)[108] منفی کر کے مجموعی قومی بچت کو ناپا جاتا ہے، جس میں غیر ملکی بچت کو ادائیگیوں کے توازن کے اعداد و شمار سے لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد قومی بچت میں سے بیرون ملک سے حاصل شدہ نیٹ فیکٹر آمدنی (این ایف آئی) کو منہا کر کے ملکی بچت نکالی جاتی ہے۔ سرکاری سرمایہ کاری (یعنی جی سی ایف میں سے سرمائے کی مجموعی نجی تشکیل کو نکالنا) اور مجموعی مالیاتی توازن کو جمع کرنے سے سرکاری بچت حاصل ہوتی ہے۔[109] آخر میں، مجموعی ملکی بچت اور سرکاری بچت کے درمیان فرق نجی بچت ہے۔ لہٰذا، سرکاری بچت کا تخمینہ لگانے کے لیے جو طریقہ استعمال کیا جائے، وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

سرمایہ اور مالی توازن کا طریقہ کار: یہ طریقہ اس تصور سے ماخوذ ہے کہ کسی بھی شعبے کی خالص بچت کا عکس کچھ سرمائے اور مالی اثاثوں کے مجموعے میں ظاہر ہونا چاہیے؛ اس طرح مجموعی بچت کو اثاثوں کے شعبہ وار مجموعے کا پتہ لگا کر معلوم کیا جاسکتا ہے۔ ایف ایف اے پر انحصار کیا جائے تو اس طریقے میں اہم ڈیٹا کی ضروریات اور اخراجات عائد ہوتے ہیں، جس میں گھرانوں، غیر مالی شعبے، مالی کارپوریشنوں، عمومی حکومت، اور باقی دنیا کی بیلنس شیٹس کی تفصیلی معلومات شامل ہیں۔[110]

ایف ایف اے ہر شعبے کے مالی اثاثوں اور واجبات کا مجموعہ پیش کرتا ہے، جس کا توازن اُس شعبے کی خالص قرض گاری اور قرض گیری کی صورتحال ہے۔[111] سرمایہ اکاؤنٹ غیر مالی اثاثوں کا مجموعہ دکھاتا ہے جو شعبے کی خالص قرض گاری اور قرض گیری کے درمیان فرق اور اس کی بچت کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس طرح مالی اکاؤنٹ کی بنیاد پر خالص قرض گاری کے اعداد و شمار، سرمایہ اکاؤنٹ کے ڈیٹا کے ساتھ مل کر شعبہ جاتی بچت کا ایک غیر جانبدار تخمینہ فراہم کرتے ہیں۔

پاکستان میں بچت کی پیمائش کے اہم چیلنج: قومی آمدنی، صَرف اور سرمایہ کاری جیسے کلی معاشی متغیرات کی پیمائش میں مختلف چیلنج درپیش ہیں، جو آمدنی کا کم تخمینہ لگانے، اور نتیجتاً قومی بچت کا کم تخمینہ لگانے کا سبب بنتے ہیں۔ اگرچہ قومی آمدنی کھاتوں کی تدوین اور تخمینہ کاری کی تکنیکوں میں حال میں بہتری آئی ہے۔[112] عملی طور پر پاکستان پیداوار کو براہ راست ناپتا ہے، اور پھر حتمی صَرف کا تخمینہ بطور بقایہ لگاتا ہے۔ چونکہ مجموعی صَرف ایک بڑا عدد ہے، اس لیے صَرف کی پیمائش کا بقایہ والا طریقہ درحقیقت ناپی گئی بچت پر نمایاں اثر ڈالتا ہے۔ مزید برآں، چونکہ پاکستان میں براہ راست بچت کے تخمینوں کا فقدان ہے، جو بھارت کے برعکس ہے، اس لیے مجموعی قومی بچت جاننے کے لیے بقایہ کا دہرا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے، قابلِ استعمال آمدنی میں سے حتمی صَرف کو منہا کر کے سی بی ایم استعمال کرتے ہوئے بقایہ کے طور پر قومی بچت کا تخمینہ لگایا جاتا ہے۔ بعد ازاں ایک اور بقایہ معلوم کیا جاتا ہے، جس کے لیے قومی بچت میں سے سرکاری بچت (جو کہ معلوم شدہ عدد ہے) کو منہا کر کے نجی اور گھریلو بچت معلوم کرلی جاتی ہے۔

پاکستان میں سی ایف بی ایم پر عمل کرنے میں متعدد محدودات بھی ہیں۔ مالی کھاتے میں، کارپوریٹ اور حکومتی بچت کا تخمینہ بینکاری شعبے اور فہرستی کمپنیوں کے ڈیٹا، اور مالیاتی ڈیٹا سے لگایا جاتا ہے، جبکہ گھریلو بچت —جو پاکستان کی مجموعی قومی بچت (جی ڈی ایس) میں سب سے بڑا حصہ رکھتی ہے— کو اب بھی بالواسطہ طور پر مجموعی قومی بچت کے تخمینوں اور مالی کھاتوں سے کارپوریٹ اور سرکاری بچت کے تخمینوں کے درمیان بقایہ کے طور پر ناپا جاتا ہے، جس سے موجودہ شماریاتی ڈھانچے کی محدودات اجاگر ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ، سرمایہ کھاتہ اجناسی توازن کے کھاتوں سے متعلق بچت کے ڈیٹا کے مطابق بنایا جاتا ہے، کیونکہ غیر مالی اثاثوں کے بہاؤ کا غیر جانبدار تخمینہ موجود نہیں ہے۔[113]

اعداد و شمار کی محدودات کے علاوہ، گہری جڑیں رکھنے والے ساختی مسائل کی موجودگی بچت کی پیمائش کو مزید پیچیدہ بنا دیتی ہے۔ پاکستان میں بڑی اور بے ضابطہ معیشت کی موجودگی؛ سرکاری شعبے کا ناکافی احاطہ؛ ٹیکس چوری؛ اور غیر قانونی سرگرمیاں مجموعی طور پر آمدنی اور اس طرح بچت کے نمایاں طور پر کم تخمینے کا باعث بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ، نجی سرمائے کا بڑے پیمانے پر خفیہ طور پر اخراج نجی اور قومی بچت کی پیمائش

---

[107] UN (2009)

[108] کرنٹ اکاؤنٹ کا توازن معیشت میں بچت اور سرمایہ کاری کے فرق کی عکاسی کرتا ہے۔ جب سرمایہ کاری قومی بچت سے زیادہ ہو جاتی ہے، تو اس کمی کو بیرونی بچت کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔ لہٰذا، کرنٹ اکاؤنٹ کا توازن حجم میں بیرونی بچت کے برابر ہوتا ہے لیکن علامت کے لحاظ سے متضاد: خسارے کا مطلب وسائل کا خالص بہاؤ جو بیرونی مالی معاونت سے برابر کیا گیا ہے، جبکہ سرپلس کا مطلب اس کا الٹ ہے۔

[109] سرکاری بچت کی شناخت کا مطلب یہ ہے کہ اگر سرکاری سرمایہ کاری یا مجموعی سرکاری سرمایہ تشکیل کی سطحیں یکساں رہیں، تو مالیاتی خسارے میں اضافہ بچت کو ختم کر دے گا؛ بعض ہم پلہ معیشتوں میں، سرکاری بچت براہ راست موجودہ حکومتی وصولیوں میں سے موجودہ اخراجات کو منفی کر کے شمار کی جاتی ہے۔ ایم او ایس پی آئی (2007)

[110] Schmidt-Hebbel, K., & Servén, L. (1999)

[111] جیسا کہ مرکزی بینک عام طور پر قوم کے بہاؤ کے حسابات (ایف ایف اے) تیار کرتے ہیں، مختلف شعبوں کے درمیان بچت تقسیم کرتے ہیں (پی بی ایس کے تخمینے)۔ ایف ایف اے کے دو اکاؤنٹ ہیں: مالی اور سرمایہ۔

[112] PBS (2023)

[113] Schmidt-Hebbel, K., & Servén, L. (1999)

کے مسائل بڑھا دیتا ہے، جیسا کہ درآمدات اور برآمدات کی غلط انوائسنگ[114] بھی کرتی ہے (کاظمی، 2001)۔ بعض اوقات، کارپوریٹ بچت کے سرکاری اعداد و شمار بھی مقررہ مفروضے پر مبنی رہے ہیں، جیسے کارپوریٹ بچت کو جی ڈی پی کے 2 فیصد پر مقرر کرنا، جو درست پیمائش کا امکان کم کر دیتا ہے۔[115]

ہم پلہ ممالک سے موازنے کے مشاہدات: پاکستان ہم پلہ ممالک کے مفید تجربات سے سیکھ کر اپنے طریقہ کار کو بہتر بنا سکتا ہے۔ بھارت نے، جس کا زیادہ مضبوط فریم ورک ہے، بچت کا تخمینہ لگانے کی ذمہ داری اپنے دفتر قومی شماریات (این ایس او) اور ریزروبینک آف انڈیا کے درمیان تقسیم کی ہے۔ دونوں کے درمیان ذمہ داری کی تقسیم سے کسی ایک ادارے پر انتظامی بوجھ کم ہو جاتا ہے۔ مزید بر آں، بھارتی ادارے شعبہ جاتی لین دین پر نظر رکھتی ہیں تاکہ براہ راست بچت کا تخمینہ لگایا جا سکے، اس کے برعکس پاکستان میں بالواسطہ طریقہ استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، گھریلو بچت کا تخمینہ مالی بچت کے مجموعے میں غیر جانبدارانہ طور پر لگایا جاتا ہے۔[116]،[117]

اسی طرح، نیوزی لینڈ میں بچت کی پیمائش کا طریقہ کار باقاعدہ سروے پر بہت زیادہ منحصر ہے جس کی تکمیل کے لیے قومی آمدنی کے حسابات استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس میں گھرانوں کے چارماہی (triannual) اقتصادی سروے شامل ہیں جو آمدنی، اخراجات، اثاثہ جات اور واجبات پر تفصیلی اور نچلی سطح کا ڈیٹا فراہم کرتے ہیں، جو قومی بچت کے تخمینوں کو بہتر بنانے اور تصدیق کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کے علاوہ، نیوزی لینڈ کا سالانہ انٹرپرائز سروے اور ہر پانچ سال بعد مردم شماری بالترتیب شعبہ جاتی کارپوریٹ کارکردگی اور گھریلو طبعی اثاثوں کی پیمائش کرتی ہے، چنانچہ کارپوریٹ اور گھریلو بچت کے زیادہ درست تخمینے حاصل ہوتے ہیں (گورمن وغیرہ، 2013)۔

پاکستان کے طرزِ فکر میں محدودیت کے باوجود، بچت کے تخمینے ناگزیر ہیں۔ یہ ملکی وسائل کو متحرک کرنے کی صلاحیت، اور بچت اور سرمایہ کاری میں فرق جانچنے کا واحد سرکاری پیمانہ ہے۔ یہ اعداد و شمار پالیسی تجزیے کے لیے مرکزی اہمیت رکھتے ہیں اور یہ اس بات کے تعین میں نہایت اہم بصیرت فراہم کرتے ہیں کہ قومی سرمایہ کاری کا کتنا حصہ ملکی طور پر حاصل ہوتا ہے اور کتنا بیرونی سرمایہ کے ذریعے آتا ہے۔

(اس باکس کی تیاری میں عبدالجبار کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے)

باکس 6.2: پاکستان میں بچت کے تعین کنندگان

ماضی کے متعدد مطالعوں میں[118] پاکستان میں ملکی بچت کے جو بڑے تعین کنندگان شناخت کیے گئے ہیں وہ مجموعی قومی آمدنی-نمو یا فی کس آمدنی- حقیقی شرح سود، انحصاری تناسب، مالی وساطت، مالیاتی موقف، وغیرہ ہیں۔[119] کچھ مطالعوں میں تجارتی شرائط، تجارتی کھلا پن، غیر یقینی کیفیت، آمدنی میں عدم مساوات، اور ترسیلات زر پر بھی غور کیا گیا ہے۔ تاہم، ان میں سے بیشتر مطالعے متعین تجزیے پر مبنی تھے جن میں چند ہی متغیرات کی چھان بین کر کے انہیں پاکستان میں بچت کے تعین کنندگان تصور کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ، تقریباً تمام مطالعے پرانے ہیں؛ تازہ ترین مطالعہ —(اکرم اور اکرم، 2016)— میں 2020ء تک کے اعداد و شمار پر انحصار کیا گیا۔

[114] قریشی و محمود (2015) کا کہنا ہے کہ درآمدات کی کم انوائسنگ کا بنیادی مقصد درآمدی محصول سے بچنا ہوتا ہے، جبکہ زیادہ انوائسنگ کا بنیادی مقصد سرمائے کا فرار ہے۔ اسی طرح، برآمدات کی کم انوائسنگ کا بنیادی مقصد قابلِ ٹیکس آمدنی کو ملک سے باہر منتقل کرنا ہوتا ہے، جبکہ برآمدات کی زیادہ انوائسنگ کا بنیادی مقصد حکومت سے برآمدی سبسڈی اور ٹیکس کریڈٹ حاصل کرنا ہوتا ہے۔

[115] اسٹیٹ بینک (2013)

[116] مالی بچت میں سرمایہ کاری میں کرنسی، خالص ڈپازٹس، حصص اور ڈیبنچرز (بشمول میوچل فنڈز)، چھوٹی بچتوں کی شکل میں حکومت پر خالص دعوے، مرکزی اور ریاستی حکومت کی تمسکات میں سرمایہ کاری، لائف انشورنس فنڈز اور پروویڈنٹ و پنشن فنڈز شامل ہیں۔

[117] MoSPI (2007)

[118] Khan (1993); Nasir and Khalid (2004); Ahmad et al. (2006); Asghar and Nadeem (2016); Akram and Akram (2016); and Hafeez and Sajid (2021).

[119] حفیظ اور ساجد (2021) نے بھی پاکستان میں زرعی پیداوار کے قومی بچت پر نمایاں اثرات پائے۔

اس پس منظر میں، یہ باکس پاکستان میں مجموعی ملکی بچت (جی ڈی ایس) کے تعین کنندہ عوامل کا تجزیہ کرنے کی ایک کوشش ہے، جس کے لیے 1980ء سے 2024ء تک کے سالانہ اعداد و شمار پر آٹوری گریسیو ڈسٹری بیوٹڈ لیگ (اے آر ڈی ایل) کا طریقہ استعمال کیا گیا ہے۔[120] تخمینہ ماڈل میں خواندگی کی سطح یعنی ثانوی تعلیم (ایس ایس ٹی) میں طلبا کی تعداد، آمدنی میں عدم مساوات (جی آئی این آئی)، اور بے ضابطہ شعبے کے بھی، جسے زیرِ گردش کرنسی اور زر2 (ایم ٹو) کے باہمی تناسب (سی سی ایم 2) سے ناپا جاتا ہے، اثرات کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بچت کے معیاری میکرو تعین کنندہ عوامل کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ میکرو عوامل میں مجموعی قومی آمدنی (جی این آئی)، حقیقی شرحِ سود (آر آئی این ٹی)، مالیاتی پالیسی موقف (ایف ڈی جی ڈی پی)، مالی ترقی کو زرِ وسیع اور جی ڈی پی کے تناسب (ایم 2جی ڈی پی) سے ظاہر کیا گیا ہے، نوجوانوں پر انحصار کی شرح (وائی ڈی پی آر) اور غیر یقینی صورت حال کو غیر یقینی انڈیکس (یو این سی ٹی وائی) کے ذریعے ناپا گیا ہے، شامل ہیں۔

طویل مدتی اور قلیل مدتی تخمینے بالترتیب **جدول 6.2.1** اور **جدول 6.2.2** میں پیش کیے گئے ہیں۔[121] میکرو اقتصادی ماحول، آبادیاتی عوامل، اور مالی ترقی کے علاوہ بے ضابطہ شعبے کا احاطہ کرتے ہوئے تخمینہ شدہ نتائج عمومی طور پر اقتصادی کتب کے مطابق ہیں۔ جیسا کہ **جدول 6.2.1** میں دکھایا گیا ہے، تاخیری (lagged) بچت اور جی ڈی پی کے تناسب کا مثبت لیکن غیر اہم عددی سر (coefficient) ہے، جو پاکستان میں ملکی بچتوں میں جمود، اور استقامت کی غیر موجودگی کی نشاندہی کرتا ہے۔

جی این آئی کے طویل اور مختصر مدتی دونوں میں مثبت اور شماریاتی طور پر اہم نتائج یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ملکی بچتوں کا رویہ اقتصادی دورانیے کے موافق ہے اور اس طرح زندگی کے دورانیے کے مفروضے کی تصدیق ہوتی ہے۔ لوایزا و غیرہ (2000) اور فیروچی اور میر الس (2007) کے نتائج کے مطابق، تخمینہ ظاہر کرتا ہے کہ آمدنی میں ایک فیصد اضافہ طویل مدت اور قلیل مدت میں بالترتیب 0.49 فیصد اور 3.66 فیصد تک ملکی بچتوں میں اضافہ کر سکتا ہے۔[122] جیسا کہ توقع تھی، مالیاتی پالیسی کے تخمینہ شدہ عددی سر منفی ہیں، طویل مدت میں شماریاتی طور پر اہم ہیں لیکن قلیل مدت میں غیر اہم ہیں۔ تخمینے ظاہر کرتے ہیں کہ بلحاظ جی ڈی پی مالیاتی خسارے میں ایک فیصد اضافہ طویل مدت میں ملکی بچتوں کو 0.06 فیصد کم کر دیتا ہے۔ یہ تخمینہ حفیظ اور ساجد (2021) کے 0.077 فیصد کے قریب ہے۔ ایڈورڈز (1996) نے 36 ممالک کے اسی طرح کے نتائج رپورٹ کیے ہیں؛[123] سیم لیٹ و غیرہ (2011) اور لوایزا و غیرہ (2000) نے جنوبی افریقہ کے لیے؛ اور اوزکان و غیرہ (2010) نے ترکی کے لیے۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ مالیاتی یکجائی کے نتیجے میں بچت میں طویل مدتی اضافہ متوقع ہوتا ہے۔

جدول 6.2.1: طویل مدتی نتائج

متغیرہ	عددی سر	معیاری غلطی	t-Statistic	امکان
LGDS	0.05	0.15	0.31	0.76
LGNI	0.49	0.28	1.73	0.10
M2GDP	-0.04	0.01	-4.97	0.00
YDPR1	0.06	0.02	3.60	0.00
RINT	0.03	0.01	2.24	0.03
FDGDP	-0.06	0.02	-2.69	0.01
LSST	1.77	0.57	3.10	0.01
LUNCTY	0.10	0.03	3.01	0.01
GINI	0.04	0.03	1.46	0.16
CCM2	-0.03	0.01	-2.36	0.03
C	-18.67	4.24	-4.40	0.00
Adj R-squared	0.71			

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

جدول 6.2.2: قلیل مدتی نتائج

متغیرہ	عددی سر	معیاری غلطی	t-Statistic	امکان
ECT*	-0.95	0.09	-11.22	0.00
LGNI	3.66	0.29	12.85	0.00
M2GDP	0.04	0.01	5.79	0.00
FDGDP	-0.02	0.01	-1.41	0.17
LSST	0.97	0.37	2.64	0.01
LUNCTY	0.04	0.01	4.19	0.00
LUNCTY(-1)	-0.04	0.01	-3.68	0.00
CCM2	0.07	0.01	6.47	0.00
CCM2(-1)	0.06	0.01	4.02	0.00
Adj R-squared	0.80			

* error-correction term

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

[120] اے ڈی آر ایل طرزِ فکر متغیرات کے درمیان قلیل مدتی اور طویل مدتی ربط کا تخمینہ لگانے میں مدد دیتا ہے۔

[121] Homoskedasticity اور نارملٹی دونوں کے مفروضے بالترتیب Breusch-Pagan-Godfrey اور Jarque-Bera ٹیسٹ کے ذریعے تصدیق شدہ ہیں۔ آخر میں، استحکام بھی CUSUM of Square ٹیسٹ کے ذریعے یقینی بنایا گیا ہے۔

[122] The estimated Marginal Propensity to Save (MPS) based on these elasticities are 0.05 and 0.26 for long and short .run, respectively

[123] یہ لاطینی امریکی، ایشیائی، افریقی اور صنعتی معیشتوں پر مشتمل ہے۔

مزید برآں، جیسا کہ نظریہ بیان کرتا ہے، حقیقی شرح سود کا بچت پر مثبت اور شماریاتی طور پر نمایاں اثر ہوتا ہے، جو احمد وغیرہ (2006) کے مطابق ہے۔ یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ متبادل (substitution) اثر طویل مدت میں آمدنی کے اثر سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ متبادل اثر کی وجہ سے گھرانے حقیقی شرح سود بڑھنے پر اپنے مصارف کے اخراجات بڑھانے کے بجائے اپنی ذاتی بچت بڑھاتے ہیں۔

حقیقی شرح سود کے برعکس مالی ترقی، جو کہ رسدِ زر اور جی ڈی پی کے تناسب سے ناپی جاتی ہے، کے اثرات طویل مدت میں مجموعی ملکی بچت پر منفی اثر ڈالتے ہیں۔ یہ ماضی کے مطالعوں کے برعکس ہے لیکن ابھرتی ہوئی معیشتوں کے تخمینوں کے مطابق ہے (فیروچی اور میرالس، 2007) جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرض کی پابندیوں میں، ضوابط ہٹا کر اور جدت کے ذریعے، نرمی لانا طویل مدت میں بچت کو کم کر سکتا ہے۔ تاہم، جیسا کہ **جدول 6.2.2** میں دکھایا گیا ہے، مالی ترقی قلیل مدت میں ملکی بچت میں نمایاں اضافہ کرتی ہے، جو اوزکان وغیرہ (2010) کے نتائج کے مطابق ہے۔

پاکستان کے بارے میں گذشتہ مطالعوں اور دیگر معیشتوں پر کی گئی تحقیق کے برخلاف، پاکستان میں جب نوجوانوں پر انحصار کا تناسب بڑھتا ہے تو ملکی بچت میں اضافہ پایا گیا ہے۔ پاکستان میں نوجوانوں پر انحصار کا تناسب 2024ء میں 62 فیصد ہے جو بلوم وغیرہ (2003) کے مطابق "زیادہ" کے زمرے میں آتا ہے؛ تاہم، یہ تناسب 2000ء کے بعد سے کم ہو رہا ہے، اس سے پہلے کی دو دہائیوں میں اس کی اوسط 83 فیصد تھی۔ جی ڈی پی میں بچت کے تناسب اور انحصاری تناسب میں نیچے کی جانب ہونے والی یہ ہم آہنگ حرکت اس معاملے میں ایک متغیر عنصر ہو سکتی ہے۔ دیگر سماجی متغیرات میں، ملکی بچت کو خواندگی اور آمدنی میں عدم مساوات کے ساتھ مثبت طور پر منسلک پایا گیا ہے۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثانوی تعلیم میں طلبا کی تعداد میں ایک فیصد اضافہ ہونے پر ملکی بچت 1.77 فیصد بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح، آمدنی میں عدم مساوات میں اضافہ زیادہ بچت کے ساتھ منسلک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً کم آمدن گھرانوں میں اخراجات کی طرف زیادہ رجحان ہوتا ہے اور دوبارہ تقسیم سے معیشت میں مجموعی صَرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ پرنسلو (2000) نے گھرانوں کے اخراجات کے مختلف سروے کی بنیاد پر بھی یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آمدنی کی غیر مساوی تقسیم معیشت میں بچت کو بڑھا سکتی ہے۔

بچت کے رویے کے تناظر میں بے ضابطہ معیشت کے اثرات کی اہمیت ہر ایک پر واضح ہے خاص طور پر ترقی پذیر ممالک کے لیے۔ سی سی ایم ٹو کے ذریعے ناپنے پر، پاکستان میں بے ضابطہ معیشت کا حجم بڑھنے سے عارضی طور پر کچھ بچت ہو سکتی ہے؛ تاہم، حجم میں یہ اضافہ طویل مدت میں بچت میں کمی کا سبب بنتا ہے۔ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ بے ضابطہ معیشت کے حجم میں توسیع گھرانوں کو اپنے بینک ڈپازٹس اور طویل مدت کی بچت کم کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ آخر میں، غیر یقینی صورت حال کو طویل اور قلیل مدت دونوں میں بچت کے ساتھ مثبت طور پر وابستہ پایا گیا ہے۔ تخمینہ شدہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ زیادہ غیر یقینی صورت حال لوگوں کو حفاظتی مقاصد کے لیے بچت کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہ نتائج لوایزا وغیرہ (2000) کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں، البتہ انہوں نے غیر یقینی صورت حال کو مہنگائی کی شرح کے ذریعے ناپا۔

(اس باکس کی تیاری میں شاہ حسین کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے)

باکس 6.3: پاکستان میں بے ضابطہ بچت کی پیمائش

اقتصادی کتب اور منقولی شواہد دونوں پاکستان میں بے ضابطہ بچتوں کے مضبوط رجحان کا پتہ دیتے ہیں، معیشت کے بڑے اور بے ضابطہ شعبے کی بنا پر اس رجحان میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ تاہم، بے ضابطہ بچتوں کے تخمینے کم ہیں اور بعض صورتوں میں خاصے پرانے ہیں۔ یہ باکس اس خلا کو پُر کرنے کی ایک کوشش ہے جس میں بے ضابطہ معیشت کے تازہ ترین تخمینے فراہم کر کے، اور پاکستان کی معیشت میں بے ضابطہ بچتوں کیے امکانات کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

پاکستان میں گھریلو بچت کے رویوں پر کی گئی متعدد تحقیقوں میں بے ضابطہ بچت کے بڑھتے ہوئے رواج کا پتہ چلا ہے، اور کئی سروے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جواب دہندگان میں بے ضابطہ ذرائع کو ترجیح دینے کا رجحان مستحکم ہے۔ مثال کے طور پر، 2021ء میں بچت کے رویّے پر اسٹیٹ بینک کے سروے میں پتہ چلا کہ 55 فیصد جواب دہندگان گھر پر بچت کی رقم رکھتے تھے اور 37 فیصد کسی بے ضابطہ کمیٹی میں بچت کرتے تھے۔[124] اسی طرح، نوجوان شہری بچت کنندگان پر کیے گئے ایک مطالعے میں 33.5 فیصد جواب دہندگان نے سونے اور جائیداد کو بچت کے ذرائع کے طور پر استعمال کیا۔[125] اسی طرح، 2025ء میں بچت پر اسٹیٹ بینک کے تازہ ترین پلس سروے — جس میں زیادہ تر شہری تعلیم یافتہ آبادی شامل تھی — میں پتہ چلا کہ 29 فیصد جواب دہندگان، جو بچت کرتے تھے، نے اپنی بچت کا آدھا یا زیادہ حصہ نقد، منقولہ / غیر منقولہ جائیداد، یا کمیٹیوں میں مختص کیا۔ انفرادی اور گھرانوں کی ترجیحات کے بارے میں یہ سروے بے ضابطہ بچت کے تخمینی حجم پر پچھلے مطالعوں کی تکمیل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ہک (1997) نے یہ قیاس

[124] اس سوال کے جواب میں متعدد آپشن دیے گئے تھے، لہٰذا یہ اُس فیصد کی نمائندگی کرتا ہے جو لوگ بچت کا یہ طریقہ استعمال کرتے ہیں؛ یہ مخصوص استعمال کی علامت نہیں ہے۔

[125] Ghaffar and Sheikh)2025(

Figure 6.3.1 Estimate of Informal Economy: Electricity Consumption

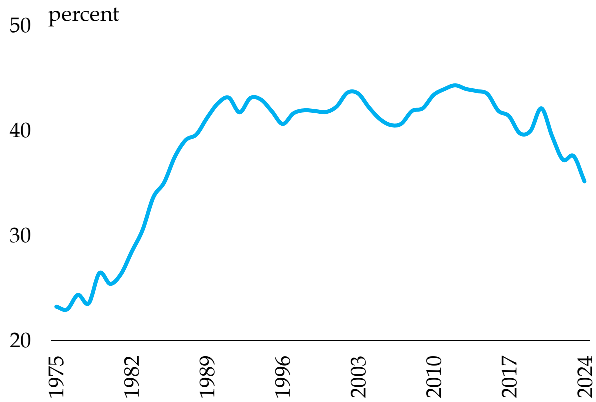

Sources: SBP staff calculations on SBP, WB, PBS & MoF

Figure 6.3.2 Estimates of Informal Economy

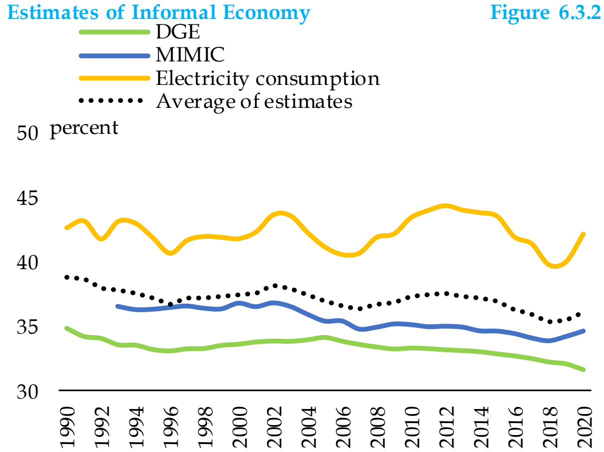

Sources: WB & SBP staff calculations

کیا کہ یہ ممکن ہے کہ پاکستان میں بے ضابطہ بچت جی این پی کا 4 سے 5 فیصد ہو سکتی ہے۔ ونسلیٹ (2006) نے پتہ چلایا کہ پاکستان میں بے ضابطہ ذرائع سے کی گئی سرمایہ کاری جی ڈی پی کا تقریباً 2.8 فیصد ہو سکتی ہے، جب کہ شاہ اور سہیل (2020) نے اندازہ لگایا کہ 2019ء میں 1,583 ارب روپے (جی ڈی پی کا 4 فیصد) مالی اداروں کے ذریعے ممکنہ طور پر ریکارڈ نہیں کیے جا سکے۔

بے ضابطہ معیشت اور بے ضابطہ بچت کے تخمینے:

اپنی نوعیت کے لحاظ سے بے ضابطہ بچت کا اندازہ لگانا مشکل ہے، کیونکہ یہ مخفی اور چھپے ہوئے راستوں کے ذریعے کام کرتی ہے۔ مزید برآں، بے ضابطہ معیشت ان تخمینوں کو پیچیدہ تر بنا دیتی ہے، کیونکہ یہ معیشت میں حقیقی بچت کو مزید چھپانے کا کام کرتی ہے۔ اس سے بے ضابطہ بچت کا اندازہ لگانا پیچیدہ ہو جاتا ہے کیونکہ خود بے ضابطہ معیشت کا مختلف طریقوں سے تخمینہ لگایا جا سکتا ہے، جس سے تغیر یا فرق پیدا ہوتا ہے۔ نتیجتاً، تخمینے استعمال کی گئی تکنیک اور مفروضوں کے لحاظ سے بہت مختلف ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، 2010ء میں مختلف مطالعوں میں بے ضابطہ معیشت کا تخمینہ 18.2 فیصد سے 47.6 فیصد کے درمیان تھا۔[126]

بے ضابطہ معیشت: عاربی وغیرہ (2008)[127] کے مطابق، بے ضابطہ معیشت کا اندازہ 2023ء میں 38 فیصد اور 2024ء میں 35 فیصد لگایا گیا۔ اس میں بجلی کی کھپت کے طریقہ کار کو استعمال کیا گیا (**شکل 6.3.1**)۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ بے ضابطہ معیشت کے حجم کا اندازہ لگانے کے متعدد طریقے ہیں،[128] ان تخمینوں کا موازنہ دیگر طریقوں کی بنیاد پر نکلنے والے تخمینوں سے کیا گیا ہے جیسے کثیر اظہار یے کثیر اسباب (Multiple Indicators Multiple Causes) اور متحرک عمومی توازن (Dynamic General Equilibrium)۔ اول الذکر اور موخر الذکر دونوں پر مبنی تخمینے عالمی بینک سے حاصل کیے گئے ہیں۔[129] بے ضابطہ معیشت کے 1990ء سے 2020ء تک کے ان تمام تخمینوں کا اوسط باضابطہ جی ڈی پی کا تقریباً 37 فیصد ہے (**شکل 6.3.2**)، جو اوپر مذکورہ 2023ء اور 2024ء کے تازہ ترین اندازوں کے مطابق ہے۔

بے ضابطہ بچت: بے ضابطہ بچت کا ایک تخمینی عدد معلوم کرنے کے لیے دو طریقے استعمال کیے گئے ہیں۔ پہلا طریقہ بے ضابطہ معیشت کے تخمینوں کو استعمال کرتا ہے اور بے ضابطہ بچت معلوم کرنے کے لیے معیشت کی نجی بچت کی شرح کو لاگو کرتا ہے۔[130] معاملے کو آسان رکھنے کے لیے یہ فرض کیا گیا ہے کہ بے ضابطہ معیشت کی بچت کی شرح باضابطہ شعبے جیسی ہی ہے اور اس مارکیٹ میں تمام بچتیں بے ضابطہ طور پر ہی محفوظ کی جاتی ہیں۔[131]

---

[126] ماخذ: کمال اور قاسم (2012)

[127] بجلی کی کھپت کے طریقہ کار میں ترمیم کی گئی ہے تا کہ اساسی سال میں بے ضابطہ معیشت کا ابتدائی تخمینہ شامل کیا جا سکے۔

[128] بے ضابطہ معیشت کا تخمینہ لگانے کے مسلمہ طریقے میں کثیر اظہار یے کثیر اسباب (Multiple Indicators Multiple Causes)، مانیٹری طریقہ، اور متحرک عمومی توازن (Dynamic General Equilibrium) اور بجلی کی کھپت شامل ہیں۔ ان میں سے ہر طریقے کے اپنے واضح فوائد اور خامیاں ہیں، اسی لیے ہر تخمینہ کا اوسط لیا گیا ہے۔ ماخذ: ورلڈ بینک

[129] Elgin et al. (2021).

[130] نجی بچت کی شرح (جی ڈی ایس کے مقابلے میں) اس مفروضے پر لاگو کی گئی ہے کہ بے ضابطہ جی ڈی پی تقریباً مکمل طور پر نجی شعبے میں ہے۔

[131] یہ مفروضہ جزوی طور پر تعریف سے ماخوذ ہے کیونکہ بے ضابطہ معیشت سے مراد وہ آمدنی ہے جو ٹیکس اور باضابطہ مالی نظام سے باہر اقتصادی سرگرمیوں سے حاصل ہوتی ہے، اور جزوی طور پر اقتصادی کتب اور منقولی شواہد سے ماخوذ ہے جو ظاہر کرتے ہیں کہ بے ضابطہ ذرائع سے حاصل شدہ آمدنی زیادہ تر بے ضابطہ طور پر محفوظ کی جاتی ہے، مثلاً سونے، جائیداد وغیرہ میں۔

جدول: 6.3.1: بے ضابطہ بچتوں کا اندازہ

تخمینہ	اظہاریہ	مالیت
	پہلا طریقہ: نجی بچتیں	
	1۔ فرض کیا کہ تمام نجی بچتیں بے ضابطہ طور پر بچائی جا رہی ہیں	
A	Informal Economy Estimates – 2023	24,635 billion Rupees
A x 18.3% = B	Assuming saving rate of 18.3 percent	4,508 billion Rupees
B/GDP	% of Real GDP - National Accounts	11 percent
B/Estimated GDP	% of Real GDP – Estimated	7 percent
	2۔ کارکنوں کی ترسیلات کو منہا کرکے حاصل ہونے والی نجی بچتیں	
A	Informal Economy Estimates – 2023	24,635 billion Rupees
A x (18.3-8.1%) = B	Assuming saving rate of 10.2 percent by removing worker remittances (8.1 percent) from private savings	2,513 billion Rupees
B/GDP	% of Real GDP - National Accounts	6 percent
B/Estimated GDP	% of Real GDP – Estimated	4 percent
	دوسرا طریقہ: گھریلو بچتیں	
A	Household Saving per capita -2023	26,983 Rupees
A/84.8% = B	Saving per capita *(assuming 15.2 percent informal savings)*	31,819 Rupees
A – B = C	Informal Saving per capita	4,836 Rupees
C x Population = D	Informal Saving in economy	1,168 billion Rupees
D/GDP	% of Real GDP – National Accounts	3 percent
F/Estimated GDP	% of Real GDP – Estimated	2 percent

ماخذ: اسٹیٹ بینک اسٹاف کے تخمینے

بے ضابطہ معیشت پر (جو اوپر کے اندازوں کے مطابق جی ڈی پی کا 38 فیصد فرض کی گئی ہے)، نجی بچت کی شرح 18.3 فیصد (2023ء میں) لاگو کرنے پر بے ضابطہ بچت کا تخمینہ 2023ء میں تقریباً 4,508 ارب روپے نکلتا ہے۔ یہ باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کا تقریباً 11 فیصد اور تخمین شدہ مجموعی حقیقی جی ڈی پی کا 7 فیصد ہے، جس میں تخمین شدہ بے ضابطہ معیشت شامل ہے۔

مزید برآں، چونکہ نجی بچت میں کارکنوں کی ترسیلات بھی شامل ہیں، جن کا رخ چند مطالعوں کے مطابق زیادہ تر خرچ کی طرف ہوتا ہے،[132] لہٰذا بے ضابطہ گھریلو نجی بچت کا اندازہ لگانے کے لیے نجی بچت سے کارکنوں کی ترسیلات منہا کرنا مفید ہے۔ چنانچہ، نجی بچت کی شرح 18.3 فیصد سے 2023ء میں جی ڈی پی کا 8.1 فیصد کارکنوں کی ترسیلات منہا کرنے کے بعد نجی بچت کی شرح کم کرکے 10.2 فیصد تک کیا جاسکتا ہے۔ اس شرح کو بے ضابطہ معیشت کے تخمینے (38 فیصد) پر لاگو کرنے سے 2023ء میں بے ضابطہ ملکی نجی بچت کا تخمینہ 2,513 ارب روپے بنتا ہے۔ یہ قدریں باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کے تقریباً 6 فیصد اور تخمینہ شدہ کل حقیقی جی ڈی پی کے 4 فیصد کے برابر ہیں، جس میں تخمینہ شدہ بے ضابطہ معیشت بھی شامل ہے (**جدول 6.3.1**)۔

دوسرا طریقہ کار گھرانوں کی بچت پر مبنی ہے جو کہ رقوم کے بہاؤ کے اسٹیٹ بینک کے **جدول** سے لی گئی ہے، جو پاکستان میں بچت کا بڑا حصہ ہے، ساتھ ہی گھرانوں کی بے ضابطہ بچت معلوم کرنے کے لیے سروے کے شواہد بھی استعمال کیے گئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے گھرانوں کی بچت کو پراکسی کے طور پر لیا گیا ہے تاکہ فی کس بچت کی مالیت حاصل کی جاسکے۔ اس کے بعد اس میں 15.2 فیصد کا اضافہ کرکے کل بچت حاصل کی گئی ہے،[133] جس میں بے ضابطہ تحویل (holdings) بھی شامل ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ فی کس غیر درج شدہ بچت 4,836 روپے ہے، جو درج شدہ گھریلو بچت کے 18 فیصد کے برابر ہے (**جدول 6.3.1**)۔ یہ باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کے 3 فیصد اور تخمین شدہ کل حقیقی جی ڈی پی کے 2 فیصد کے برابر ہے۔

[132] Chand and Singh (2025); Tung and Thanh (2015); Iqbal et al. (2013)

[133] یہ گزشتہ 5 سال میں زیادہ تر بے ضابطہ طریقوں میں رکھی جانے والی بچت کی اوسط مالیت ہے جو شرکا نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے 'پاکستان میں گھریلو بچت کے رویے کے سروے 2021ء' کے مطابق بتائی، جو ایک قومی نمائندہ سروے ہے۔

یہ تخمینے بتاتے ہیں کہ پاکستان میں بے ضابطہ بچتیں باضابطہ حقیقی جی ڈی پی کا 3 سے 11 فیصد کے درمیان، اور بے ضابطہ جی ڈی پی سمیت تخمین شدہ حقیقی جی ڈی پی کے 2 سے 7 فیصد کے درمیان ہیں۔

محدودات:

نوعیت کے لحاظ سے یہ نتائج علامتی ہیں۔ ان کا مقصد بالکل درست پیمائش کرنا نہیں بلکہ یہ ظاہر کرنا ہے کہ بے ضابطہ بچتوں کو رسمی شکل دینے کی کتنی اہمیت ہے۔ استعمال کیے گئے دونوں طریقے پاکستان میں بے ضابطہ بچتوں کی ممکنہ صلاحیت اور اسے باضابطہ شعبے کی طرف لانے کی ضرورت کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ نتائج **سیکشن 3** میں کیے گئے تجزیے کو تقویت دیتے ہیں، جس میں پالیسی کے کلیدی کردار پر زور دیا گیا ہے تاکہ معیشت کو باضابطہ بنانے میں سہولت دی جائے اور پالیسی کے وہ نقائص کم کیے جائیں جو بے ضابطہ بچتوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

(اس باکس کی تیاری میں علی احمد شاہ کے تعاون کا اعتراف کیا جاتا ہے)

ضمیمہ 1: بچت پر اسٹیٹ بینک کا پلس سروے 2025ء

سروے کرانے کا محرک: اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اس سے قبل گھریلو بچتوں پر دو بڑے سروے کیے۔ پہلا سروے مالیات تک رسائی کے بارے میں تھا، جو 2008ء اور 2015ء میں کیا گیا، جن میں بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں، اور میوچل فنڈز جیسے باضابطہ مالی طریقوں کے استعمال کا جائزہ لیا گیا؛ تاہم، اس سروے میں بنیادی توجہ بچت کے رویے پر نہیں تھی۔ دوسرا سروے بچت کے رویے کا سروے (2020ء) تھا، جو ایک فیلڈ سروے تھا اور اس میں ملک بھر میں 4,000 شرکا سے جوابات لیے گئے۔ اس میں خاص طور پر جن چیزوں کا جائزہ لیا گیا ان میں بچت کی ترجیحات، کم بچت کی وجوہات، اور بے ضابطہ طریقہ کار پر انحصار تھا۔ تب سے اب تک عالمی اور ملکی میکرو اکنامک ماحول میں نمایاں تبدیلی آچکی ہے، جس کی خصوصیات مسلسل مہنگائی، کرنسی کی تغیر پذیری، مالی خدمات کی تیز رفتار ڈیجیٹلائزیشن، اور کووڈ کے بعد سماجی و اقتصادی تبدیلیاں ہیں، چنانچہ سابقہ نتائج کی نوعیت پرانی ہو چکی ہے۔ کاراندازمالی شمولیت سروے (2024ء) سے اگرچہ مالی رسائی اور ڈیجیٹل طریقے اپنانے کے بارے میں مفید مشاہدات ملتے ہیں تاہم یہ بچت کے رویے کا محدود طور پر احاطہ کرتا ہے۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ایک نیا اور بہدف پلس سروے شروع کیا تاکہ گھریلو بچت کے انداز، بچت کے طریقوں کی ترجیحات، اور بے ضابطہ بچت کے طریقوں کے استعمال اور ان کے محرکات تمام چیزوں کو تازہ ترین صورت میں سامنے لایا جاسکے۔

2) **سروے کا مقصد:** یہ مختصر سروے اسٹیٹ بینک نے اس لیے منعقد کیا کہ آبادی کے متنوع طبقات میں ذاتی بچت کے رویوں کے محرکات کو سمجھا جاسکے۔ سروے کا سانچہ اس طرح تیار کیا گیا تھا کہ لوگوں سے بچت کے انفرادی رویوں، بچت کے ترجیحی ذرائع، اور بچت کے فیصلوں پر اثرانداز ہونے والے عوامل / محرکات کے بارے میں بصیرت مل سکے۔

3) سوالنامے کی تیاری: سوالنامہ اسٹیٹ بینک کے شعبہ معاشی پالیسی جائزہ (ای پی آر ڈی) اور شعبہ تحقیق نے مشترکہ طور پر تیار کیا۔ ای پی آر ڈی کی ٹیم کی جانب سے اس کا اردو ترجمہ کرایا گیا اور بعد میں اسٹیٹ بینک کے شعبہ بیرونی ابلاغ نے اس کا جائزہ لیا۔

4) سروے کا طریقہ کار اور دورانیہ: یہ سروے اسٹیٹ بینک کے شعبہ بیرونی ابلاغ کے تعاون سے کیا گیا، اسے بنیادی طور پر سوشل میڈیا چینلز جیسے واٹس ایپ اور ایکس (سابقہ ٹوئٹر) کے ذریعے شروع کیا گیا۔ مختلف چیمبرز آف کامرس، کاروباری انجمنوں اور صنعتی اداروں کو بھی ای میل بھیجی گئیں، جن میں اس سروے میں براہِ راست شرکت کے علاوہ اپنے رکن اداروں اور ملازمین میں اس سروے کو پھیلانے کی ترغیب دی گئی۔

یہ سروے 25 جولائی تا 4 اگست 2025ء کے دوران انجام دیا گیا، جس کے دوران پاکستان بھر سے 10,486 جوابات جمع کیے گئے۔

محدودات: سروے آن لائن اور ای میل کے ذریعے کرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ بیشتر شرکا نسبتاً تعلیم یافتہ تھے۔ سروے کے نتائج نے بھی اس کی تصدیق کی، 80 فیصد سے زائد شرکا نے گریجویشن یا اس سے زائد تعلیم حاصل کر رکھی تھی۔ چنانچہ یہ نتائج دراصل پاکستان کی تعلیم یافتہ آبادی کے بچت کے رویے کی عکاسی کرتے ہیں۔ فیلڈ سروے کے برعکس، جس میں تمام جغرافیائی علاقوں کو شامل کیا جاتا ہے اور تعلیم یافتہ اور ناخواندہ دونوں طرح کے شرکا کے ساتھ انٹرویو کیے جاتے ہیں، اس سروے کے طریقہ کار میں جغرافیائی اور آبادیاتی رسائی محدود تھی۔

مزید بر آں، آن لائن فارمیٹ میں دلچسپی بر قرار رکھنے کے لیے سوالنامہ جان بوجھ کر مختصر رکھا گیا۔ اس اختصار کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سروے وسیع پیمانے پر مختلف جہتوں کا احاطہ نہیں کر تا جیسا کہ بچت کے رویے پر اسٹیٹ بینک کے 2020ء کے سروے میں کیا گیا تھا، کیونکہ وہ ایک فیلڈ سروے تھا۔

6) سروے کے نتائج: اگرچہ اس سروے کے اہم نتائج پر باب کے متعلقہ ذیلی سیکشنوں میں بحث کی گئی ہے، یہاں درج ذیل دو قسم کے نتائج دیے جارہے ہیں:

الف۔ آبادیاتی معلومات

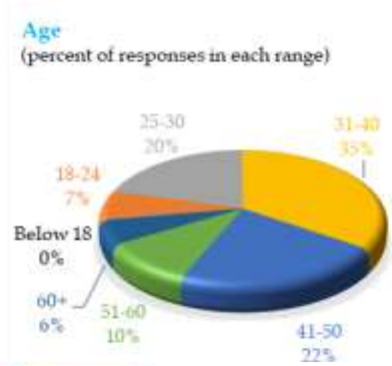

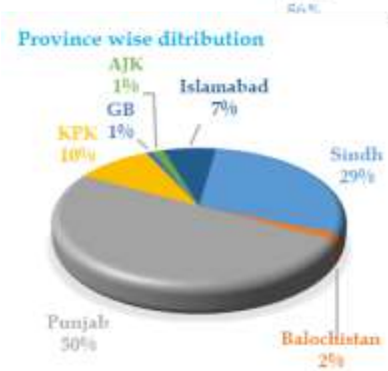

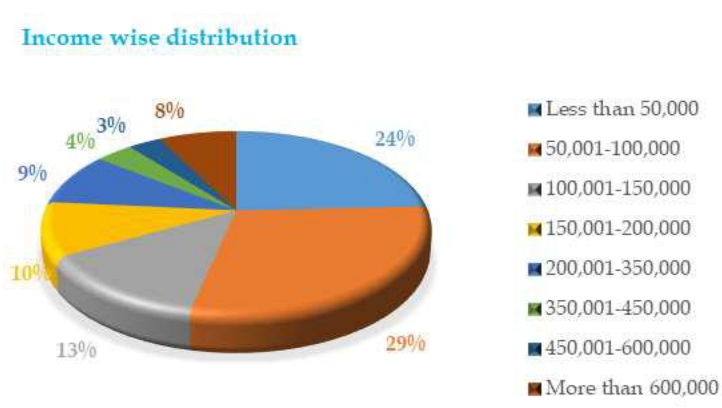

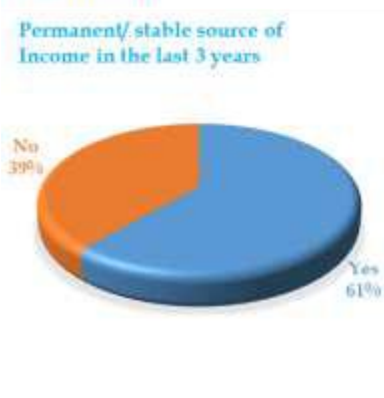

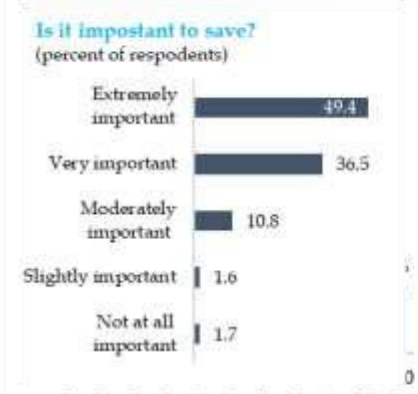

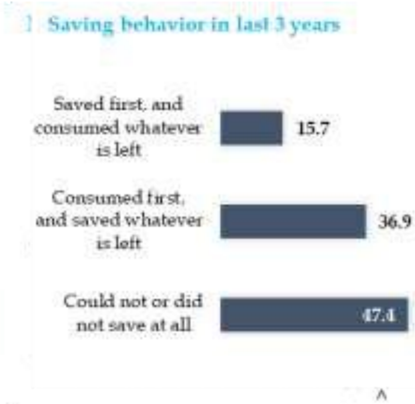

ب۔ خلاصے کے اہم نکات جو باب میں زیر بحث نہیں آئے۔

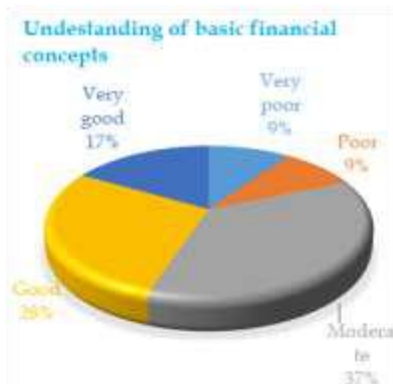

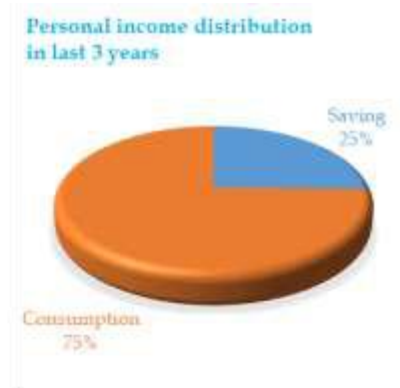

Those who allocated most or all in movable/immovable assets

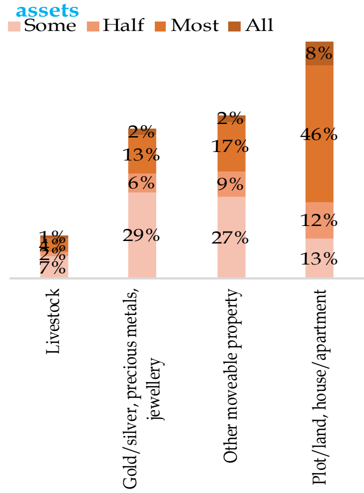

Reasons why saving was mostly in non-financial saving avenues

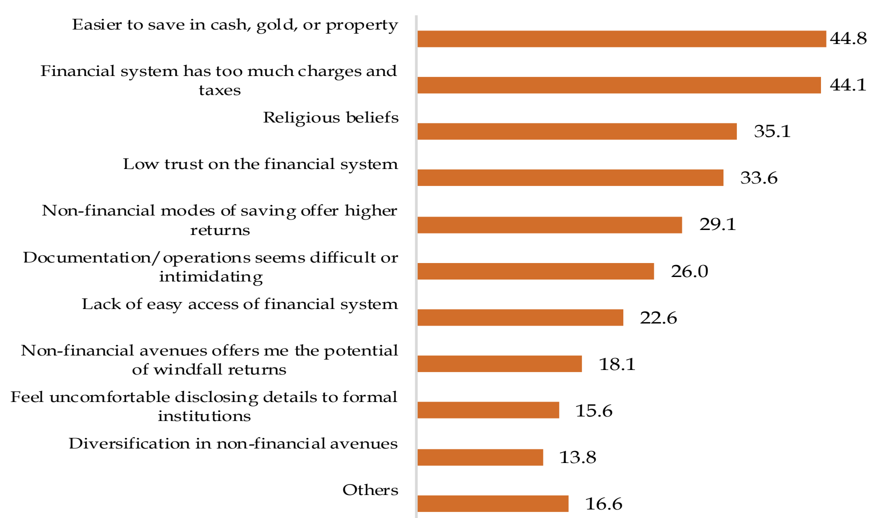

Importance of Attributes of Savings

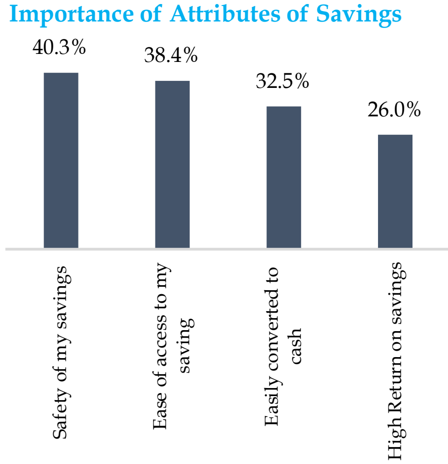

Main Pusposes of Savings

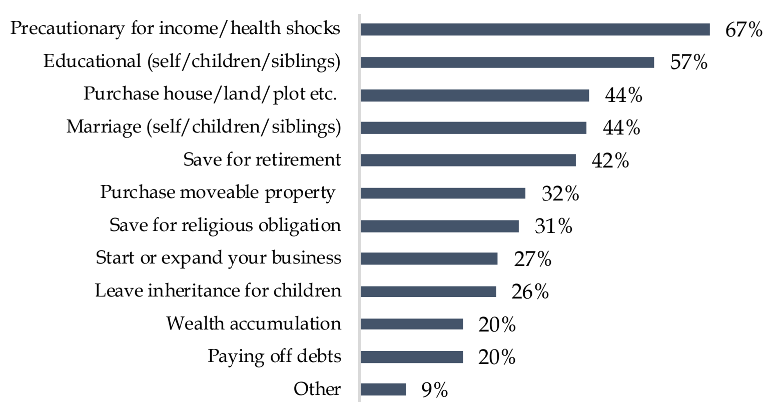

Saving Rates of respondents deriving income from:

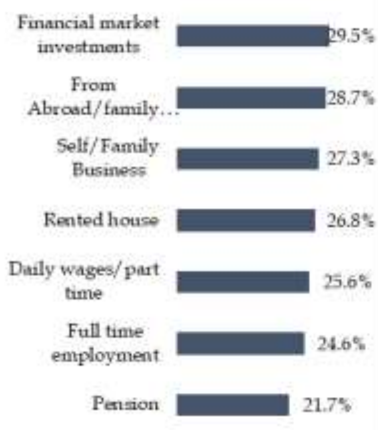

Saving avenues preferences

(sum of most and all saving kept in)

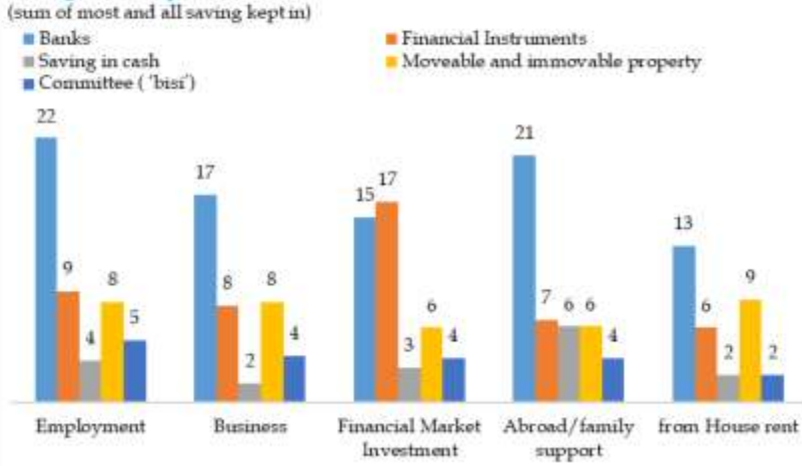

Usage of Banking account or mobile wallet

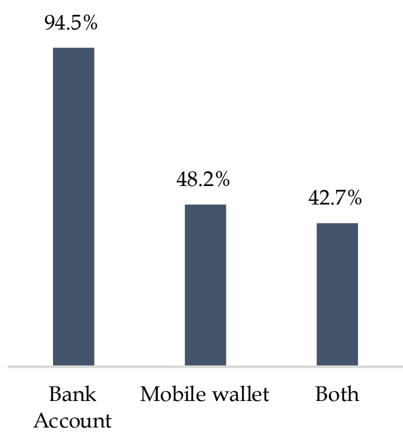

Saving avenues preferences by respondent (education wise):

(sum of most and all saving kept in)

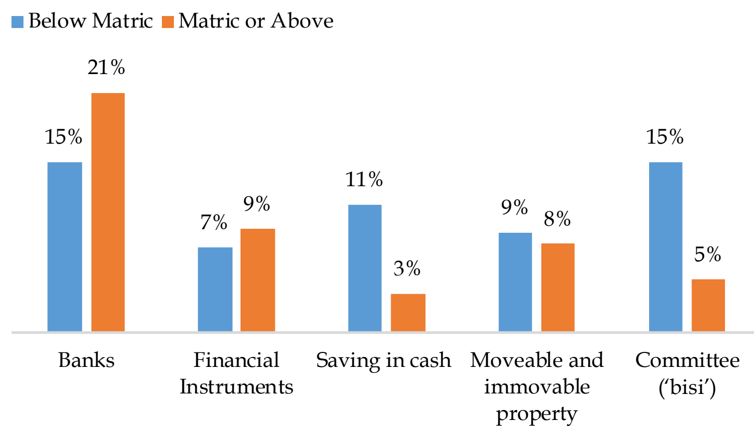

References:

Abbas, M. & Badshah, I. (2017). Institutional Investment and Stock Returns Volatility at Pakistan Stock Exchange (PSX), *FWU Journal of Social Sciences*, Vol.11, No.1.

ADB (2018). Postal savings: Reaching everyone in Asia, Asian Development Bank, Manila.

ADB (2022). Sector Assessment (summary): Finance (money and capital markets), Available at: www.adb.org/sites/default/files/linked-documents/53221-003-ssa.pdf, Accessed on: August 4th 2024.

Afghan, S. (2023). The Dark Side of Real Estate: Uncovering its Malevolent Influence on National Economic Progression, *Insights for Change,* Consortium for Development Policy Research.

Afzal, H. & Ahsan, H. (2021). Poverty Trend in Pakistan: A Glimpse from Last Two Decades, *PIDE Knowledge Brief*, Vol.2021, No.26.

AGP (2025). Consolidated Audit Report (Federal Government) for the Audit Year 2024-25, Auditor General of Pakistan, Islamabad.

AGP (2024). Special Study Report on Transfer of Saving Bank Accounts and Certificates from Pakistan Post Office Department to Central Directorate of National Savings (Audit Year 2022–23), Auditor General of Pakistan, Islamabad.

Ahmad, M. H., Atiq, Z., Alam, S., & Butt, M. S. (2006). The Impact of Demography, Growth, And Public Policy on Household Saving: A Case Study of Pakistan, *Asia-Pacific Development Journal*, Vol.13, No.2.

Ahmed, Q.M. & Hussain, M.H. (2008). Estimating the Black Economy through a Monetary Approach: A Case Study of Pakistan, *Economic* Issues, Vol.13, No.1.

Ahmed, W., Nadeem, T., & Baluch, K. A. (2020). Enhancing financial inclusion through Pakistan Post, *SBP Staff Notes,* Vol.20, No.04, State Bank of Pakistan.

Aizenman, J., Cheung, Y. W., & Ito, H. (2017). The Interest Rate Effect on Private Saving: Alternative Perspectives, Asian Development Bank Institute Working Paper Series, No. 715.

Akram, N. & Akram, I. (2016). Macro and Socioeconomic Determinants of Savings in Pakistan, *Pakistan Business Review*, Vol.18.

Ali, A. (2016). Saving-Investment Dynamics in Pakistan: An Empirical Investigation, *SBP Staff Note No.1*, State Bank of Pakistan.

Anyangwe, T., Vanroose, A., & Fanta, A. (2022). Determinants of Financial Inclusion: Does Culture Matter? *Cogent Economics & Finance*, Vol.10 No.1.

Arby, M.F., Malik, M.J. & Hanif, M.N. (2010). The size of the informal economy in Pakistan, *SBP Working Paper No.33*, State Bank of Pakistan.

Asad, S.A. (2023). The Dark Side of Real Estate: Uncovering its Malevolent Influence on National Economic Progression, *Insights for Change*, Consortium for Development Policy Research.

Asghar, N., & Nadeem, M. (2016). An Empirical Investigation of Saving Behaviour in Pakistan, *Pakistan Economic and Social Review*, Vol.54, No.1.

Athukorala, P. (2025). Economic Growth and Savings Transition in Asia: Unity in Diversity, *Working Papers in Trade and Development,* Vol.2025, No.3.

Awan, R.U., Munir, R., Hussain, Z., & Sher, F. (2010). Rate of Interest, Financial Liberalization & Domestic Savings Behavior in Pakistan. *International Journal of Economics and Finance*, Vol.2, No.75.

Barro, R. J. (1974). Are Government Bonds Net Wealth? *Journal of Political Economy*, Vol.82, No.6.

BdF (2024). Annual Report 2023, Banque de France, Paris.

Beck, T., Levine, R. & Loayza, N. (2000). Finance and the Sources of Growth, *Journal of Financial Economics*, Vol. 58, No. 12.

Bilgrami, N., & Nishat, M. (1990). The determinants of corporate savings in Pakistan: a case study of companies registered with Karachi Stock Exchange, *Pakistan Economic and Social Review*, Vol.28, No.1.

Bloom, D. E., Canning, D. & Sevilla, J. (2003). The Demographic Dividend: A New Perspective on the Economic Consequences of Population Change, RAND Corporation.

Börsch-Supan, A. & Essig, L. (2005). Household Saving in Germany: Results of the first SAVE study, ed. Wise D.A, *Analyses in the Economics of Aging,* University of Chicago Press, Chicago.

Bongaarts, J., & Sathar, Z. (2023). Is Pakistan's fertility transition stalling? *Asian Population Studies*, Vol.20, No.2.

Carpenter, S. B., & Jensen, R. T. (2002). Household participation in formal and informal savings mechanisms: evidence from Pakistan, *Review of Development Economics*, Vol. 6 No.3.

CCP (2024). State of Competition in the Key Markets with Significant SOE's Presence in Pakistan Insurance Industry, Competition Commission of Pakistan, Islamabad.

CCP (2019). Issues in The Real Estate Sector of Pakistan, Competition Commission of Pakistan, Islamabad.

Chand, S,A. & Singh, B. (2025). Investigating the Relationship Between Remittances and Inflation in Developing and Emerging Economies: A Disaggregated Analysis Using the cross-Sectional Augmented Autoregressive Distributed Lag Approach, *Emerging Markets Finance and Trade*.

Chaudhry, K. T. (2019), Why companies are not going for IPO in Pakistan? Available at: www.cbs.lums.edu.pk/student-research-series/why-companies-are-not-going-ipo-pakistan, Accessed on August 4th 2025.

Ito, H. & Chinn, M. (2007). East Asia and Global Imbalances: Saving, Investment, and Financial Development, *NBER Working Paper No.13364*.

Dabla-Norris, E. Ho, G. Kochhar, K. Kyobe, A. & Tchaidze, R. (2013). Anchoring Growth: The Importance of Productivity-Enhancing Reforms in Emerging Market and Developing Economies, *IMF Staff Discussion Note*, Vol.13 No.08.

Dabla-Norris, E., Gradstein, M., Miryugin, F. & Misch, F. (2019). Productivity and Tax Evasion, *IMF Working Papers*, No.260, International Monetary Fund.

Deaton, A. Serven, L. Schmidt-Hebbel, K. Stiglitz, J. Honohan, P. & Obstfeld, M. (1999). The Economics of Saving and Growth Theory, Evidence, and Implications for Policy, Cambridge University Press, London

Denizer, C. & Wolf, H. (2000). The Saving Collapse During the Transition in Eastern Europe, *World Bank Economic Review*, Vol. 14, No. 3.

Di Giannatale Menegalli, S.B. & Roa, M.J. (2016). Formal saving in developing economies: Barriers, interventions, and effects, *IDB Working Paper Series, No.766*, Inter-American Development Bank (IDB), Washington, DC.

Dornbusch, R. & Fischer, S. (1993). Moderate Inflation, *World Bank Economic Review*, Vol. 7, No. 1.

Drabek, Z. (1990), A Case Study of a Gradual Approach to Economic Reform: The Viet Nam Experience of 1985-88, *World Bank Internal Discussion Paper Asia Regional Series Report No.74*, World Bank, Washington D.C.

ECB (2009). Financial Stability Review, European Central Bank, Frankfurt.

Elgin, C., M. A. Kose, F. Ohnsorge, & S. Yu. (2021). Understanding Informality. *CERP Discussion Paper 16497*, Centre for Economic Policy Research.

Elbadawi, I. A. & Mwega, F. M. (2000). Can Africa's Saving Collapse Be Reversed? *World Bank Economic Review*, Vol.14, No.3.

Estrada, G. Park, D & Ramayandi, A. (2010). Financial Development and Economic Growth in Developing Asia, *ADB Economics Working Paper Series No.233*.

Fan, R.Y., Lederman, D., Nguyen, H. & Rojas C.J. (2022). Calamities, Debt, and Growth in Developing Countries, *Policy Research Working Paper No.10015.*

Feldstein, M. & Horioka, C. (1980). Domestic Saving and International Capital Flows, *Economic Journal*, Vol.90, No.358.

Ferrucci, G., & Miralles, C. (2007). Saving Behaviour and Global Imbalances: The role of Emerging Market Economies, *European Central Bank Working Paper Series*, No.842.

FoP (2016). Federal Ombudsman's Expert Committee Report On The Working Of Employees' Old-Age Benefits Institution (EOBI) And Its Recommendations To Restructure It For Excellence In Its Services For 6.5 Million Workforce, Federal Ombudsman of Pakistan, Islamabad.

Ghaffar, A. & Sheikh, A. (2025). Driving Digital Deposits: Innovative Approaches to Saving and Investment, Karandaaz Pakistan.

Goldsmith, R. W. (1969). Financial Structure and Development, Yale University Press, New Haven.

Gorman, E., Scobie, G. M., & Paek, Y. (2013). Measuring saving rates in New Zealand: An update, *New Zealand Treasury Working Paper No.13/04*.

Gregorio, J.D. & Guidottim P.R. (1995). Financial Development and Economic Growth, *World development*, Vol.23, No.3.

Guiso, L., Sapienza, P. & Zingales, L. (2006). Does Culture Affect Economic Outcomes? *Journal of Economic Perspectives*, Vol. 20, No. 2.

Hafeez, H., and Sajid, G. (2021). The Relationship among Agricultural Output, Inflation Rate, Fiscal Deficit and National Savings: Evidence from Pakistan, *Anatolian Journal of Economics and Business*, Vol.5, No.2.

Haini, H. (2020). Examining the Relationship between Finance, Institutions and Economic growth: Evidence from the ASEAN Economies, *Economic Change and Restructuring*, Vol. 53, No.3.

Hassan, A, & Qaiser, K. (2025). Unreal Estate: The Black Money Blocking Sustainable Growth in Pakistan, *Law Research Journal*, Vol. 3, No.1.

Honohan, P. (1999). Financial Policies and Saving, ed. Schmidt-Hebbel, K. & Servén, L. *The Economics of Saving and Growth: Theory, Evidence, and Implications for Policy*, Cambridge University Press, London.

Hook, Andrew T. (1997) Savings in Pakistan: Practice and Policy, State Bank of Pakistan, Karachi.

Hussain, F., Hussain, S & Khan, S (2025). Underlying Factors of Inflation in Pakistan: Dynamic Effects and Contributions, *SBP Working Paper Series 115*, State Bank of Pakistan.

Husain, I. (2005). Household Savings Behavior in Developing Economies: Evidence from Pakistan, *Pakistan Development Review*, Vol. 44, No. 4.

Husain, I. (2023). Governing the Ungovernable: Institutional Reforms for Economic Stability in Pakistan, Oxford University Press, London.

Ilyas, M., Sabir, H.M., Shehzadi, A., & Shoukat, N. (2014). Inter-relationship among Economic Growth, Savings and Inflation in Pakistan. *Journal of Finance and Economics*, Vol.2, No.4.

IMF (2001). Developing a Government Bond Market: An Overview, ed. IMF, Developing Government Bond Markets, IMF, Washington D.C.

IMF (2013). Breaking Through the Frontier: Can Today's Dynamic Low-Income Countries Make It? Ed. World Economic Outlook, April 2013, IMF, Washington D.C.

IPPB. (2024). Annual Report 2023–24. India Post Payment Bank, New Delhi.

Iqbal, J., Nosheen, M. & Javed, A. (2013). The Nexus between Foreign Remittances and Inflation: Evidence from Pakistan. *Pakistan Journal of Social Sciences*, Vol.33, No.2.

Javid, Y.A. & Khan, W. (2019). Drivers of Corporate Bond Market Liquidity: Evidence from Pakistan, *NUST Journal of Social Sciences and Humanities*, Vol.5, No.1.

JPB (2024). Annual Report 2024: Year ended March 31, 2024. Japan Post Bank, Tokyo.

Kanth, P. & Joubert, C. (2025). Life Cycle Saving in a High-Informality Setting, *Institute of Labour Economics Discussion Paper No.17876,* Institute of Labour Economics.

Kazmi, A.A. (2001). Ricardian Equivalence Hypothesis: Some Empirical Tests for Pakistan Based on Blanchard-Evans Models, *Lahore Journal of Economics,* Vol.6, No.1.

Kemal, A. R. (2022). Inflation and Household Savings in Pakistan: An Empirical Analysis, *Pakistan Development Review*, Vol. 61, No. 4.

Kemal, M.A. & Qasim, A.W. (2012). Precise Estimates of the Unrecorded Economy, *The Pakistan Development Review*, Vol.51, No.4.

Khalid, M. (2004). Saving-investment Behavior in Pakistan: An Empirical Investigation, *Pakistan Development Review*, Vol.43, No.4.

Khan, S., & Rehman, U. (2021). Insider Trading Laws & Corporate Governance Impact on Investment Decision, *iRASD Journal of Management*, Vol.3, No.2.

Khalid. U. (2023). Factors Influencing Household Saving Behaviour Across Urban and Rural Households in Pakistan, *Pakistan Economic Review*, Vol.5, No.2.

Khan, A. H. & Qayyum, A. (2006). Trade Liberalization, Financial Development and Economic Growth, *Pakistan Development Review*, Vol. 45, No. 4.

Khan, A. H. (1993). Analysis of Savings Behaviour in Pakistan, *Savings and Development*, Vol.17, No.2.

Khan, A., Khalid, U. & Shahnaz, L. (2016). Determinants of Household Savings in Pakistan: Evidence from Micro Data, *Journal of Business & Economics*, Vol.8 No.2.

Khan, K., Anwar, S., Ahmed, M., & Kamal, M.A. (2015). Estimation of Consumption Functions: The Case of Bangladesh, India, Nepal, Pakistan and Sri Lanka, *Pakistan Business Review*, No.17.

Khan, M. A. & Qayyum, A. (2006). Trade Liberalization, Financial Sector Reforms and Growth, *MPRA Paper No.2655*.

Khan, M. S. & Senhadji, A. S. (2001). Threshold Effects in the Relationship Between Inflation and Growth. *IMF Staff Papers*, Vol. 48, No. 1.

Khalid, K., Sabeen, A., Manzoor, A. & Kamal, M.A. (2015). Estimation of Consumption Functions: The Case of Bangladesh, India, Nepal, Pakistan and Sri Lanka, *Pakistan Business Review 2015*.

KPMG (2024). IPOs in India, Available at: www.assets.kpmg.com/content/dam/kpmgsites/in/pdf/2024/07/ipos-in-india-fy24.pdf.coredownload.inline.pdf, Accessed on August 4th 2025.

La Poste Groupe. (2024). Integrated Annual Report 2023. La Poste Groupe, Paris.

Levine, R. & Renelt, D. (1992). A Sensitivity Analysis of Cross-Country Growth Regressions. *American Economic Review*, Vol.82, No.4.

Levine, R. (2005). Finance and Growth: Theory and Evidence, *Handbook of Economic Growth*, Vol.1, No.1.

Lewis, S. and F. Messy (2012). Financial Education, Savings and Investments: An Overview, OECD Working Papers on Finance, Insurance and Private Pensions, No.22.

Lewis, W. A. (1955). The Theory of Economic Growth, George Allen & Unwin, London

Loayza, N., Schmidt-Hebbel, K. & Servén, L. (2000). What Drives Private Saving Across the World? *Review of Economics and Statistics*, Vol.82, No.2.

Mahmood, N. & Nasir, Z.M. (2008). Pension and Social Security Schemes in Pakistan: Some Policy Options, *PIDE Working Papers,* Vol.2008, No.42.

Mamun, M.Z. & Hossain, M.Z. (2022). Bangladesh Pension Scheme, ed. Lee, H., Nicolini, G. & Cho, M. *International Comparison of Pension Systems: An Investigation from Consumers' Viewpoint*, Springer Nature, Berlin.

Masson, P. R., Bayoumi, T. & Samiei, H. (1998). International Evidence on the Determinants of Private Saving, *World Bank Economic Review*, Vol.12, No.3.

MoSPI (2007). National Accounts Statistics Sources and Methods 2007, Ministry of Statistics and Programme Implementation, New Dehli.

Modigliani, F. & Brumberg, R. (1954). Utility Analysis and the Consumption Function: An Interpretation of Cross-Section Data, *Post-Keynesian Economics*, Vol.1, No.1.

MoF (2015-2025), Pakistan Economic Survey (various issues), Ministry of Finance, Islamabad.

MoF (2023). Pakistan Economic Survey 2023-24, Ministry of Finance, Islamabad

MoF (2025). Pakistan Economic Survey 2024-25, Ministry of Finance, Islamabad.

Mohammed, S. & Burki H. (2008). Mobilizing Savings from the Urban Poor in Pakistan, *ShoreBank International Research Paper No.1,* Shorebank.

MoneySense (n.d.), Managing Your Money, MoneySense, Available at: www.moneysense.gov.sg/managing-your-money, Accessed on August 20, 2025.

Nasir, S., & Khalid, M. (2004). Saving-Investment Behaviour in Pakistan: An Empirical Investigation, *The Pakistan Development Review*, Vol.43, No.4.

NRF (2024). Insurance regulation in Asia Pacific 2024, Norton Rose Fulbright, London.

Oncel, O (1998). Reformation of the Gold Sector in the Turkish Economy, University of the Witwatersrand.

Ozcan, K. M., Gunay, A., & Ertac, S. (2003). Determinants of Private Savings Behaviour in Turkey, *Applied Economics*, Vol.35, No.12.

PBS (2023). Quarterly National Accounts 2015-16 to 2020-21, Pakistan Bureau of Statistics, Islamabad.

PBS (2021). Pakistan Labour Force Survey 2020-2021, Pakistan Bureau of Statistics, Islamabad.

PIDE (2020). The Poor State of Financial Markets in Pakistan, *PIDE Policy Viewpoint No.20*, Pakistan Institute of Development Economics, Islamabad.

PP (2022). Annual Report 2021–22, Pakistan Post, Islamabad.

Prasad, E., Rajan, R. & Subramanian, A. (2007). Foreign Capital and Economic Growth, *Brookings Papers on Economic Activity*, Vol.2007, No.1.

Prinsloo, J. W. (2000). The Saving Behaviour of the South African Economy, *South African Reserve Bank Occasional Paper*, No.14.

PSBC (2024). Annual Report 2024. Postal Savings Bank of China, Beijing.

PSX (n.d.). 5 Years Progress Report, Available at: www.dps.psx.com.pk/progress-report, Accessed on: 28-08-2025.

Qadir, A. (2005). A Study of Informal Finance Markets in Pakistan, Pakistan Microfinance Network.

Qureshi, T. A., & Mahmood, Z. (2015). The Size of Trade Misinvoicing in Pakistan. *MPRA Paper No.65801*.

Raza, H., Hena, S., & Saeed, A. (2017). The Effects of Interest Rate, on Savings and Deposits in Pakistan, *International Journal of Business and General Management*, Vol.6, No.6.

RBI (2024). Deposits with Scheduled Commercial Banks – December 2024. Database on Indian Economy (DBIE), Reserve Bank of India, Mumbai.

Rehman, S., & Khilji, J.A. (2017). Why Bond Market Couldn't Thrive in Pakistan, *International Journal of Accounting and Economics Studies*, Vol. 5, No.1.

Reinhart, C. & Rogoff, K. (2010). Growth in a Time of Debt, *American Economic Review*, Vol.100, No.2.

Rodrik, D. (2000) Saving Transitions, *The World Bank Economic Review: A Symposium On Saving In Developing Countries*, Vol.14, No.3.

Rodrik, D. (2004) Growth Strategies, John F. Kennedy School of Government, Harvard University

Saeed, S., & Khan, M.A. (2012). Ricardian Equivalence Hypothesis and Budgetary Deficits: The Case of Pakistan 1972-2008, *Interdisciplinary Journal of Contemporary Research in Business*, Vol.3, No.9.

Sajid, G. M., & Sarfraz, M. (2008). Savings and Economic Growth in Pakistan: An Issue of Causality. Pakistan Economic and Social Review, Vol. 46, No.1.

Saleemullah, Haq, M. F., Shafique, B., Abbasi, M. U. and Ediz Consultancy Pvt. Ltd. (2015). KAP Study: Knowledge, Attitude and Practices of Islamic Banking in Pakistan, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2003). Pakistan: Financial Sector Assessment 2003, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2003). State Bank of Pakistan Annual Report FY03, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2013). SBP Annual Report-Statistical Supplement FY13, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2017). The State of Pakistan's Economy, Annual Report FY17, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2019). The State of Pakistan's Economy, First Quarterly Report FY19, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2020-24), Financial Stability Review, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2021a). Statistics on Scheduled Banks in Pakistan – June 2021, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2021b). The State of Pakistan's Economy, Annual Report FY20, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2022). Flow of Funds Accounts of Pakistan 2021-22, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2023). Financial Stability Review FY22, State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2024). State of Pakistan's Economy, Half Year Report FY24. State Bank of Pakistan, Karachi.

SBP (2025a). State of Pakistan's Economy, Half Year Report FY25, State Bank of Pakistan, Karachi

SBP (2025b). National Financial Inclusion Strategy (NFIS) 2024-2028. State Bank of Pakistan, Karachi.

Scher, M. J., & Yoshino, N. (2004). Small savings mobilization and Asian economic development: The role of postal financial services, M.E. Sharpe, Inc., New York.

Schmidt-Hebbel, K., & Servén, L. (1999). The Economics of Saving and Growth: Theory, Evidence, and Implications for Policy, Cambridge University Press, London.

SECP (2020). Capital Market Development Plan (2020-2027), Securities and Exchange Commission of Pakistan, Islamabad.

SECP (2023a). Diagnostic Study on the Status of Motor Third Party in Insurance in Pakistan, Securities and Exchange Company of Pakistan, Islamabad.

SECP (2023b). Insurance Industry Statistics 2023, Securities and Exchange Company of Pakistan, Islamabad.

SECP (2025). The Future of Takaful in Pakistan: A Diagnostic Study, Securities and Exchange Company of Pakistan, Islamabad.

Shah, M. & Sohail, H. (2020). Savings in Pakistan, Karandaaz Pakistan.

Simlet, C., Keeton, G., & Botha, F. (2011). The Determinants of Household Savings in South Africa, *Studies in Economics and Econometrics*, Vol.35, No.3.

Solow, R. M. (1956). A Contribution to the Theory of Economic Growth, *Quarterly Journal of Economics*, Vol.70, No.1.

Srivisal, N., Sanoran, K. L. & Bukkavesa, K. (2021). National Culture and Saving: How Collectivism, Uncertainty Avoidance, and Future Orientation Play Roles, *Global Finance Journal*, Vol.50 No.1.

Tran-Nam, B. and Pham, C. D. (2003), The Vietnamese Economy: Awakening the dormant dragon, Routledge Curzon, London.

Tung, L.H. & Thanh, P.T. (2015). The Impact of Remittance Inflows on Inflation: Evidence in Asian and the Pacific Developing Countries, *Journal of Applied Economic Sciences*, Vol.10, No.7.

UN (2009). System of National Accounts 2008, United Nations, New York

UNDP (2024). Inclusive Insurance and Risk Financing in Pakistan: Snapshot and Way Forward 2024, United Nations Development Programme, New York City.

Uppal, J. Y. (2011). Government Budget Deficits and the Development of the Bond Market in Pakistan: Issues and Challenges, *The Lahore Journal of Economic*s, Vol.16.

UPU (2023). Postal Networks: A Platform for Financial Inclusion Enablement.

Vincelette, G.A. (2006). Determinants of Saving In Pakistan, *SASPR Working Paper Series No.10*.

Waheed, A. (2009). Potential of Takāful in Pakistan: Operational and Transformational Paradigm, National University of Modern Languages, Islamabad.

Waliullah & Ahmad, S. (2025). Impact of Fiscal Policy on Pakistan's GDP: How Much and How Long? *SBP Working Paper No.117.*

Waqas, M., & Awan, M.S. (2012). Exchange Rate, Interest Rate and Ricardian Equivalence Evidence from Pakistan, *The Romanian Economic Journal*, Vol.15, No.46.

World Bank (1993). Viet Nam Transition to the Market: An Economic Report, World Bank, Washington D.C.

WB (2006). The role of postal networks in expanding access to financial services: Volume I. World Bank, Washington, D.C.

WB (2021). Financial inclusion and the role of the post office, World Bank, Washington, D.C.

WB (2022a). From Swimming in Sand to High and Sustainable Growth, World Bank, Washington D.C.

WB (2022b). Pakistan Development Update: Inflation and the Poor, World Bank, Washington, DC.

WB (2023). Pakistan Federal Public Expenditure Review 2023, ed. *Reducing Pakistan's Persistent Fiscal Deficits*, World Bank, Washington D.C.

World Bank (n.d.). World Development Indicators, World Bank, Washington, D.C.

Zahid, A., Bhatti, M.A., Khan, A.J. (2018). Ricardian Equivalence, Twin Deficits and Feldstein-Horioka Hypotheses: Empirical Analysis form Pakistan, *Kashmir Economic Review*, Vol.27, No.2.

Zhuang, J., Gunatilake, H., Niimi, Y., Khan, M. E., Jiang, Y., Hasan, R., Khor, N., Lagman-Martin, A. S., Bracey, P., & Huang, B. (2009). Financial Sector Development, Economic Growth, and Poverty Reduction: A literature review, *ADB Economics Working Paper Series No. 173*, Asian Development Bank.

Zulfiqar, G.M. (2022). The Social Relations of Gold: How a Gendered Asset Serves Social Reproduction and Finance in Pakistan, *Gender, Work & Organization*, Vol.29, No.3.